قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 21 نومبر 2022ء | 25 ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 21 نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:254

فرمانِ رسولؐ

حضرت صہیب بن سنانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لیے مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی اور فراخی نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اس کی شکر گزاری اس کے لیے مزید خیر و برکت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کو کوئی نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کا یہ طرزِ عمل بھی اس کے لیے خیر و برکت کا ہی باعث بن جاتا ہے (کیونکہ وہ صبر کر کے ثواب حاصل کرتا ہے۔)

(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

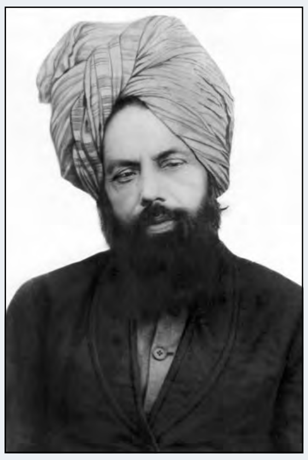

- ...اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو، کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 49 ایڈیشن 1988ء)

- یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت و محنت کے دکھائی ہے۔ وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 94-95 ایڈیشن 1988ء)

- تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغزِ شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں۔ لیکن اگر طالبِ صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلبِ صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ ...لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیتِ دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 68 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿۳۵﴾ (فاطر:35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نعمتوں کے ملنے پر ہی شکر گزاری نہیں فرماتے تھے بلکہ کسی مشکل سے بچنے پر بھی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے تھے۔ حتی کہ روزمرّہ کے کاموں میں، چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی آپ کی سیرت میں شکرگزاری کی انتہا نظر آتی اور اس کے علاوہ بھی شکر گزاری ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تھی۔ پس یہ وہ حقیقی شکر گزاری ہے جس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور یہ ایسی شکرگزاری ہے جس پر اللہ تعالیٰ مزید فضل فرماتا ہے۔ اپنے انعامات اور احسانات کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ پس یہ شکرگزاری انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری شکرگزاری کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہماری شکرگزاری کا حاجتمند نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (لقمان:13) اور جو بھی شکر کرتا ہے، اُس کے شکر کا فائدہ اُسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب قسم کے شکروں سے بے نیاز ہے۔ پھر شکرگزاری کے بھی کئی طریقے ہیں۔ اُن طریقوں کو ہمیشہ روزانہ اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہے۔ ایک احمدی جو ہے، حقیقی مؤمن جو ہے وہ شکرگزاری کے ان طریقوں کو تلاش کرتا ہے تو پھر دل میں بھی شکرگزاری کرتا ہے۔ پھر شکرگزاری زبان سے شکر یہ ادا کر کے بھی کی جاتی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے یا کسی دوسرے کی شکرگزاری بھی کرتا ہے تو زبان سے شکرگزاری ہے اور پھر اپنے عمل اور حرکت وسکون سے بھی شکرگزاری کی جاتی ہے۔ گویا جب انسان شکرگزاری کرنا چاہے تو اُس کے تمام اعضاء بھی اس شکرگزاری کا اظہار کرتے ہیں یا انسان کے تمام جسم پر اُس شکرگزاری کا اظہار ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ جب بندوں کا شکر کرتا ہے، یہاں شکرگزاری کا جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے، تو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری، انسان پر انعامات اور احسانات ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- محاسن قرآن کریم (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا عبرتناک انجام اور ''فتح عظیم'' تک کا سفر

دربارِ خلافت

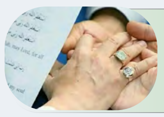

ہماری خود ساختہ تعریفیں ہمیں نیکیوں پر قدم مارنے والا اور بدیوں سے روکنے والا نہیں بنائیں گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر ہم نے اپنی اصلاح کرنی ہے تو ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی سے بچنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ ہماری خود ساختہ تعریفیں ہمیں نیکیوں پر قدم مارنے والا اور بدیوں سے روکنے والا نہیں بنائیں گی۔ اگر خود ہی تعریفیں کرنے لگ جائیں اور کچھ بدیاں چھوڑیں اور کچھ نہ چھوڑیں اور کچھ نیکیاں اختیار کریں اور کچھ نہ اختیار کریں تو بسا اوقات انسان اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتا ہے۔ چھوٹی نظر آنے والی نیکیاں عدمِ توجہ کی وجہ سے نیکیوں سے بھی محروم کر دیتی ہیں اور اکثر معمولی نظر آنے والی بدیاں روحانیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے طہارت اور پاکیزگی کے انعام سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ پھر بعض بدیوں کو چھوٹا سمجھنے کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بدی کا بیج قائم رہتا ہے جو مناسب موقع اور وقت کی تلاش میں رہتا ہے اور موقع پاتے ہی باہر آ جاتا ہے۔

پس بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی ایک بدی یا بدیوں کا خاتمہ تبھی ہو سکتا ہے جب سب مل کر بھرپور کوشش کریں۔ ایک معاشرہ ہے، جماعت ہے پھر جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ اس کے لئے کوشش کرے۔ اگر ہر کوئی اپنی تعریف کے مطابق نیکی اور بدی کرے گا تو پھر ایک شخص ایک بات کو بدی سمجھ رہا ہو گا یا بڑی بدی سمجھ رہا ہو گا تو دوسرا اُس کو چھوٹی بدی سمجھ رہا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ تیسرا ان دونوں سے مختلف سوچ رکھتا ہو، تو پھر معاشرے سے بدیاں ختم نہیں ہو سکتیں۔ بدیاں تبھی ختم ہوں گی جب سب کی سوچ کا دھارا ایک طرف ہو۔ مثلاً مسلمانوں کی اکثریت جو ہے وہ تمام گناہوں سے بدتر بلکہ شرک سے بھی بڑا (گناہ) سؤر کا گوشت کھانے کو سمجھتی ہے۔ ہر بدمعاش، چور، زانی، لٹیرا یہ سب کام کرنے کے بعد اپنے آپ کو مسلمان کہے گا، لیکن اگر کہو کہ سؤر کھا لو تو کہے گا میں مسلمان ہوں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے، مَیں کس طرح سؤر کھا سکتا ہوں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ سؤر کھانا گناہ ہے اور حرام ہے۔ اس معاشرے میں رہنے اور پیدا ہونے اور پلنے اور بڑھنے کے باوجود یہاں کے جو مسلمان ہیں، اُن میں ننانوے اعشاریہ نو فیصد مسلمان جو ہیں سؤر کے گوشت سے کراہت کرتے ہیں۔ پس یہ اُس احساس کی وجہ سے ہے جو اجتماعی طور پر مسلمانوں میں پیدا کیا گیا ہے۔

پس برائیوں کو روکنے اور نیکیوں کو قائم کرنے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کے احساس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ معمولی نیکی بھی بڑی نیکی ہے اور معمولی بدی بھی بڑا گناہ ہے۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک میں یہ احساس پیدا نہیں ہو گا اور اُس کے لئے کوشش نہیں ہو گی معاشرے میں بدیاں قائم رہیں گی اور عملی اصلاح میں روک بنتی رہیں گی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 342-346 خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ مئی 1936ء)

پھر اعمال کی اصلاح میں جو دوسری وجہ ہے، وہ ماحول ہے یا نقل کا مادّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادّہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ فطرت میں ہے۔ اس لئے بچہ کی فطرت میں بھی یہ نقل کا مادّہ ہے اور یہ مادّہ جو ہے یقیناً ہمارے فائدے کے لئے ہے لیکن اس کا غلط استعمال انسان کو تباہ بھی کر دیتا ہے یا تباہی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے، یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے، اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِ اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بار بار مَیں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں۔ پھر یہ بات بھی بہت توجہ طلب ہے کہ بچوں کی تربیت کی عمر انتہائی بچپن سے ہی ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

محاسنِ قرآن کریم

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

ہے شکر ربّ عزّوجل خارج از بیان
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا

اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا

وہ رہ جو ذاتِ عزّوجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ راہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اُس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہوگئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہوگئی

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

(درثمین صفحہ 101)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/ نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت ابوبکر صدیقؓ کتاب نبوتؐ کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپؓ ارباب فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور واقعات زندگی بیان ہو رہے تھے۔ آنحضرتؐ کی نظر میں جو آپؓ کا مرتبہ تھا اِس بارہ میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، مزید بھی بیان ہوا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرتؐ آپؓ کو اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اشارہ دیا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ ہی کو آپؐ کے بعد خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔

حضرت عائشہؓ کے والدین کا عشق رسولؐ اور رسول اکرمؐ کا احترام

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! واقعہ ٔ اِفک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کردار اور جو آپؓ کے فضائل ہیں اِس کی تفصیل تو پہلے صحابہؓ میں بیان ہو چکی ہے، یہاں صرف ایک مختصر حصہ پیش کرتا ہوں جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر اتنا بڑا الزام لگایا گیا گویا ایک پہاڑ ٹوٹ گیا لیکن حضرت عائشہؓ کے والدین کا عشق رسولؐ اور رسول اکرمؐ کا احترام بیٹی کے پیار سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ اُنہوں نے اِس سارے عرصہ میں دیر تک اپنی بیٹی کو اِسی حالت میں رہنے دیا کہ جس حالت میں نبی اُکرمؐ نے رکھنا مناسب سمجھا، یہاں تک کہ جب ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر تشریف لائیں تو حضرت ابوبکرؓ نے اُنہیں اُسی وقت واپس اُن کے گھر بھیج دیا۔

واقعہ ٔ اِفک کے پس پردہ گھناؤنی سازش

واقعہ ٔ اِفک کے تذکرہ میں اِس گھناؤنی سازش اور حضرت ابوبکرؓ کے مناقب بیان کرتے ہوئے حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک جگہ بیان فرمایا! ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں یا اُن کے سرداروں کے لئے فائدہ مند ہوسکتا تھا اور کن کن لوگوں سے منافق اِس ذریعہ سے اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنیٰ تدبر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی، ایک رسول کریمؐ اور ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیونکہ ایک کی وہ بیوی اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ اُن کی بدنامی سیاسی یا اقتصادی یا دشمنیوں کے لحاظ سے بعض لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوسکتی تھی یا بعض لوگوں کی اغراض اُن کو بدنام کرنے کے ساتھ وابستہ تھیں ورنہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بدنامی سے کسی شخص کو کوئی دلچسپی نہ ہوسکتی تھی، زیادہ سے زیادہ آپؓ سے سوتوں کا تعلق ہوسکتا تھا اور یہ خیال ہوسکتا تھا کہ شاید آپؓ کی سوتوں نے آپؓ کو رسول کریمؐ کی نظروں سے گرانے اور اپنی نیک نامی چاہنے کے لئے اِس معاملہ میں کوئی حصہ لیا ہو، مگر تاریخ شاہد ہے کہ آپؓ کی سوتوں نے اِس معاملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔۔۔ پس آپؓ پر الزام یا حضرت رسول کریمؐ سے بُغض کی وجہ سے لگایا گیا یا حضرت ابوبکرؓ سے بُغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے، اُنہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ آپؐ کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں، وہ دیکھ رہے تھے کہ آپؐ کے بعد اگر کوئی شخص خلیفہ ہونے کا اہل ہے تو وہ ابوبکرؓ ہی ہے۔ پس اِس خطرہ کو بھانپتے ہوئے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تا آپؓ نگاہِ حضرت رسول کریمؐ سے گر جائیں اور اُن کے گر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپؓ سے بدظن ہو کر اِس عقیدت کو ترک کر دیں جو اُنہیں آپؓ سے تھی اور اِس طرح رسول کریمؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہو جائے، جس طرح خلیفہ اوّلؓ کی زندگی میں پیغامیوں کا گروہ مجھ پر اعتراض اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

خلافت تو نور اِلٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے

پس یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے کے واقعہ کے معًا بعد خلافت کا بھی ذکر کیا اور فرمایا! خلافت بادشاہت نہیں ہے، وہ تو نور اِلٰہی کے قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے، اِس لئے اِس کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اِس کا ضائع ہونا تو نورِ نبوت اور نورِ اُلوہیت کا ضائع ہونا ہے، پس وہ اِس نور کو ضرور قائم کرے گا اور نبوت کے بعد بادشاہت ہرگز قائم نہیں ہونے دے گا اور جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا بلکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسلمانوں سے ایک نہیں متعدد لوگوں کو خلافت پر قائم کر کے نور کے زمانہ کو لمبا کر دے گا۔ یہ مضمون ایسا ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں کہ جس کا جی چاہے پی لے، اِسی طرح فرمایا! تم اگر الزام لگانا چاہتے ہو تو بے شک لگاؤ، نہ تم خلافت کو مٹا سکتے ہو نہ ابوبکر کو خلافت سے محروم کر سکتے ہو۔ کیونکہ خلافت ایک نور ہے، وہ نور اللہ کے ظہور کا ذریعہ ہے، اِس کو انسان اپنی تدبیروں سے کہاں مٹا سکتا ہے! پھر فرماتا ہے کہ اِس طرح خلافت کا یہ نور چند اور گھروں میں بھی پایا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنی کوششوں اور مکروں سے اِس نور کے ظہور کو روک نہیں سکتا۔

یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہ ربّ العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی

حضرت ابوبکرؓ کے انکسار و تواضع کے وصف پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپؓ معرفت تامہ رکھنے والے عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے، بہت ہی عفو و درگزر کرنے والے اور مجسم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے، آپؓ کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ سے گہرا تعلق تھا اور آپؓ کی روح خیر الوریٰؐ کی روح سے پیوست تھی اور جس نور نے آپؓ کے آقا و مقتداء، محبوب خدا کو ڈھانپا تھا، اُسی نور نے آپؓ کو بھی ڈھانپا ہوا تھا اور آپؓ رسول اللہؐ کے نور کے لطیف سایہ اور آپؐ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپے ہوئے تھے اور فہم قرآن اور سیّد الرسل، فخر بنی نوع انسان کی محبّت میں آپؓ تمام لوگوں سے ممتاز تھے اور جب آپؓ پر اُخروی حیات اور الٰہی اسرار منکشف ہوئے تو آپؓ نے تمام دنیاوی تعلقات توڑ دیئے اور جسمانی وابستگیوں کو پرے پھینک دیا اور اپنے آپؓ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہو گئے اور واحد مطلوب ہستی کی خاطر ہر مراد کو ترک کر دیا اور تمام جسمانی کُدورتوں سے آپؓ کا نفس پاک ہو گیا اور سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور ربّ العالمین کی رضا میں گم ہو گیا اور جب سچی الٰہی محبّت آپؓ کے تمام رگ و پے اور دل کی انتہائی گہرائیوں میں اور وجود کے ہر ذرّہ میں جاگزیں ہو گئی اور آپؓ کے افعال و اقوال میں اور برخاست و نشست میں اُس کے انوار ظاہر ہو گئے تو آپؓ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے اور آپؓ کو نہایت فراوانی سے تر و تازہ اور گہرا علم تمام عطاء کرنے والوں میں سے بہتر عطاء کرنے والے خدا کی بارگاہ سے عطاء کیا گیا، صدق آپؓ کا ایک راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا اور اِسی صدق کے آثار و انوار آپؓ میں اور آپؓ کے ہر قول اور فعل اور حرکت و سکون اور حواس و انفاس میں ظاہر ہوئے، آپؓ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ کی طرف سے منعم علیہ گروہ میں شامل کئے گئے، آپؓ کتاب نبوتؐ کا ایک اجمالی نسخہ تھے اور آپؓ ارباب فضیلت اور جوانمردوں کے امام تھے اور نبیوں کی سرشت رکھنے والے چیدہ لوگوں میں سے تھے، تُو ہمارے اِس قول کو کسی قسم کا مبالغہ تصور نہ کر اور نہ ہی اِسے نرم رویہ اور چشم پوشی کی قسم سے محمول کر اور نہ ہی اُسے چشمہ محبّت سے پھوٹنے والا سمجھ بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو بارگاہ ربّ العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔۔۔ اور آپؓ کا مشرب ربّ الارباب پر توکّل کرنا اور اسباب کی طرف کم توجہ کرنا تھا اور آپؓ تمام آداب میں ہمارے رسول اور آقاؐ کے بطور ظل کے تھے اور آپؓ کی حضرت خیر البریہؐ سے ایک ازلی مناسبت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپؓ کو حضورؐ کے فیض سے پل بھر میں وہ کچھ حاصل ہو گیا جو دوسروں کو لمبے زمانوں اور دُور دراز اقلیموں میں حاصل نہ ہوسکا۔

آنحضرتؐ کے چودہ نجیب ساتھیوں میں شمولیت نیز امارت حج

مزید برآں حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہؐ نے آپؓ کو اپنے چودہ ساتھیوں میں شامل نیز 9 ہجری میں آپؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا۔ آخر پر عندیہ دیا کہ تذکرہ ٔ حضرت ابوبکرؓ آئندہ بھی ہوگا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

خطبہ ٔ ثانیہ سے قبل تین مرحومین کا تذکرہ ٔ خیر

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل تین مرحومین کا تفصیلی تذکرہ ٔ خیر کیا نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک اوّل الذکر مرحوم کی نماز جنازہ حاضر اور مؤخر الذکر مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربیٔ سلسلہ رقیم پریس یوکے

16/ نومبر 2022ء کو بعمر 48 سال وفات پائی، 1998ء میں جامعۃ الاحمدیہ ربوہ سے شاہد کا کورس مکمل کیا اور مربیٔ سلسلہ کے طور پر مختلف جگہوں پر کام کرتے رہے۔ پھر 2001ء میں انگلستان آ گئے اور یہاں رقیم پریس اسلام آباد میں تقرری ہوئی، بڑے شوق سے خدمت بجا لاتے رہے۔ خلافت سے بڑا گہرا عقیدت کا تعلق تھا، موصی کو سعادت عمرہ بھی ملی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ، تین بیٹے اور بیٹی شامل ہیں۔

رقیہ شمیم بشریٰ صاحبہ اہلیہ کرم الٰہی ظفر صاحب سابق مبلغ اسپین

1932ء/ قادیان میں پیدا ہوئیں، موصیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی سال تک بطور صدر لجنہ اسپین خدمت کی توفیق ملی۔ اِن کے تین بیٹے، تین بیٹیاں، ایک پوتے واقف نَو اور واقف زندگی عطاء المنعم طارق/ انچارج سینٹرل اسپینش ڈیسک اور بیٹے بھی دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کا کام کرنے والے نیز بڑے بیٹے نائب امیر بھی ہیں۔

محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب

گزشتہ دنوں وفات پانے والی موصیہ بڑے عالِم سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی بیٹی، حضرت المصلح الموعودؓ کی بہو، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ماموں زاد اور حضور انور ایدہ اللہ کی ممانی تھیں نیز 1936ء/ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ 1972ء سے 1990ء تک لجنہ اِماءِ اللہ ربوہ میں بطور سیکریٹری اصلاح و ارشاد خدمت کی توفیق پائی، پھر سیرالیون میں بھی اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ اِنہوں نے کچھ سال وقت گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28/ اکتوبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

ابوبکر سب لوگوں سے افضل اور بہتر ہے سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ سعادت اور فضیلت حاصل ہے کہ مکی دَور میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ایک دو دفعہ تشریف لے جاتے تھے

ابوبکر مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ ابوبکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور فرمایا یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں یعنی میرے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں

اے ابوبکر! تم میری اُمّت میں سے سب سے پہلے ہو جو جنت میں داخل ہو گے

آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا احادیث کی روشنی میں ایمان افروز بیان

چار مرحومین مکرم عبد الباسط صاحب (امیر جماعت انڈونیشیا) مکرمہ زینب رمضان سیف صاحبہ اہلیہ مکرم یوسف عثمان کامبالایہ صاحب (مربی سلسلہ تنزانیہ)، مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبد القدیر صاحب درویش قادیان اور مکرمہ میلے انیسا اپیسائی صاحبہ (کیریباس) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

بدری صحابہ کے ضمن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

ہو رہا تھا اور آپؓ کے مناقب کا ذکر چل رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے بارے میں کیا سمجھتے تھے یا آپؓ کو کیا مقام دیتے تھے اس بارے میں بعض روایات ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ سعادت اور فضیلت حاصل ہے کہ مکی دَور میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ایک دو دفعہ تشریف لے جاتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ واصحابہ الی المدینۃ، روایت نمبر ۳۹۰۵)

حضرت عمرو بن عاصؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کی فوج پر سپہ سالار مقرر کر کے بھیجا اور کہتے ہیں مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ مَیں نے کہا لوگوں میں سے کون آپؐ کو زیادہ پیارا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ۔ میں نے کہا مردوں میں سے؟ آپؐ نے فرمایا ان کا باپ۔ میں نے کہا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا پھر عمر بن خطابؓ اور آپؐ نے اسی طرح چند مَردوں کو شمار کیا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب قول النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لوکنت متخذًا خلیلًا حدیث ۳۶۶۲)

حضرت سلمہ بن اکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ابوبکر سب لوگوں سے افضل اور بہتر ہے سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو۔

(کنز العمال جلد۶ جزء۱۱ صفحہ ۲۴۸ فضائل ابوبکر الصدیقؓ روایت نمبر ۳۲۵۴۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت میں سے میری اُمّت پر سب سے زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ابوبکر ہے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل ... روایت نمبر ۳۷۹۰)

حضرت ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلند درجات والے جو اُن کے نیچے والے ہیں وہ ان کو دیکھیں گے جس طرح تم طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو یعنی بلند درجات والے ایسے بلند درجہ پر ہوں گے کہ جو نیچے درجے کے ہوں گے وہ ان کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم طلوع ہونے والے ستارے کو آسمان کی طرف دیکھتے ہو، آسمان کے افق میں دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر اُن میں سے ہیں۔ یعنی وہ بلند ہیں۔ ان کو لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح بلند ستارے کو دیکھا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور وہ دونوں کیا ہی خوب ہیں۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیقؓ... روایت نمبر ۳۶۵۸)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کا ہم پر کوئی احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سوائے ابوبکرؓ کے۔ اس کا ہم پر احسان ہے اور اس کو اس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر، روایت نمبر ۳۶۶۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا

لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں جو بلحاظ اپنی جان اور مال سے مجھ پر ابوبکر بن ابو قحافہ سے بڑھ کر نیک سلوک کرنے والا ہو۔ اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو ہی خلیل بناتا

لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے۔ اس مسجد میں تمام کھڑکیوں کو میری طرف سے بند کر دو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب الخوخۃ والممر فی المسجد، روایت نمبر ۴۶۷) یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابوبکر مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ ابوبکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

(کنز العمال جلد۶ جزء۱۱ صفحہ ۲۴۸ فضل أبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۲۵۴۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

سنن ترمذی کی روایت یہ ہے کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا یہ دونوں سردار ہیں اہلِ جنت کے۔ اہلِ جنت کے بڑی عمر والوں کے پہلوں میں سے اور آخرین میں سے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اے علی! ان دونوں کو نہ بتانا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ، روایت نمبر ۳۶۶۴)

راوی کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے یہ روایت کی تو حضرت علیؓ کو بتانے سے روک دیا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار میں سے اپنے صحابہؓ کے پاس باہر تشریف لاتے اور بیٹھے ہوتے اور ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہوتے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اپنی نظر آپؐ کی طرف نہ اٹھاتا سوائے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے۔ وہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھتے اور وہ آپؐ کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور آپؐ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ، روایت نمبر ۳۶۶۸)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم حوض پر میرے ساتھی ہو اور غار میں میرے ساتھی ہو۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ، روایت نمبر ۳۶۷۰)

حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپؐ سے کسی چیز کے بارے میں بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی ارشاد فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کا کیا خیال ہے اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں یعنی آپؐ کے بعد، وفات کے بعد اگر مجھے ضرورت ہو تو آپؐ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔ (سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ، روایت نمبر ۳۶۷۶) وہ تمہاری ضرورت پوری کر دے گا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ان دونوں میں سے ایک آپؐ کے دائیں جانب تھا اور دوسرا آپؐ کے بائیں جانب اور آپؐ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا۔ اس طرح ہم قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍؓ حدیث نمبر ۳۶۶۹)

حضرت عبد اللہ بن حَنْطَبؓ سے مروی ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا اور فرمایا یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں یعنی میرے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍؓ حدیث نمبر ۳۶۷۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے آسمان والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں اور زمین والوں میں سے بھی دو وزیر ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور

زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حدیث نمبر ۳۶۸۰)

پھر آپؓ کو جنت کی بشارت بھی دی۔ سعید بن مُسَیّبؒ نے کہا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا۔ پھر باہر نکلے اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا رہوں گا اور آج سارا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہوں گا۔ یعنی وہ دن انہوں نے آپؐ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسجد میں آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ باہر نکلے ہیں اور اس طرف گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پوچھتا پچھاتا رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بئر اَرِیْس (مسجد قبا کے قریب ایک کنواں تھا،) میں داخل ہو گئے۔ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور میں اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بئر اَرِیْس پر بیٹھے ہیں اور اس کی منڈیر کے وسط میں تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے یعنی اپنے دونوں پاؤں لٹکائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پھر واپس مڑا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے دروازے کو دھکیلا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ابوبکر۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ پھر میں نے جا کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر ہیں جو اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں آیا یہاں تک کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اندر آجائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔ پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو چھوڑ کر آیا تھا کہ وضو کر کے مجھ سے آملے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر اللہ فلاں کے بارے میں بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے، ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی۔ تو وہ اس کو لے آئے گا۔ کیا دیکھا کہ کوئی انسان دروازے کو ہلا رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور میں نے کہا عمر بن خطاب ہیں۔ وہ اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں آیا۔ میں نے کہا اندر آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ اندر آئے اور منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیے۔ پھر میں لوٹ آیا اور بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اگر اللہ نے فلاں کی بہتری چاہی تو اس کو لے آئے گا۔ دوبارہ اپنے بھائی کے بارے میں سوچا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا۔ وہ دروازے کو ہلانے لگا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا عثمان بن عفان۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں ساتھ یہ بھی فرمایا کہ باوجود اس ایک بڑی مصیبت کے جو انہیں پہنچے گی ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا اندر آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو جنت کی بشارت دی ہے باوجود ایک بڑی مصیبت کے جو آپؓ کو پہنچے گی۔ وہ اندر آئے اور دیکھا کہ منڈیر کا ایک کنارہ بھر گیا ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ”لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا“ حدیث نمبر ۳۶۷۴)

(فرہنگ سیرت صفحہ 70 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے تو وہ ہلنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا

احد! ٹھہر جا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں بھی مارا کیونکہ تم پر اَور کوئی نہیں صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب عثمان بن عفانؓ حدیث ۳۶۹۹)

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نو 9 لوگوں کے بارے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر دسویں کے بارے میں بھی یہی کہوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔ انہوں نے کہا کیسے؟ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ پہلی روایت بخاری کی تھی یہ ترمذی کی ہے اور اس میں حرا کا ذکر ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرا رہ اے حرا! یقیناً تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔ کسی نے پوچھا: وہ دس جنتی لوگ کون ہیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ ہیں اور کہا گیا کہ دسواں کون ہے تو سعید بن زید نے کہا وہ میں ہوں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب سعید بن زید حدیث ۳۷۵۷)

(اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

یہاں یہ بھی واضح ہو جائے کہ اس روایت میں ان دس عظیم المرتبت صحابہ کا ذکر ہے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب بھی تھے اور مشیر بھی تھے جن کو سیرت کی اصطلاح میں عشرہ مبشرہ کہتے ہیں یعنی دس وہ لوگ جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی لیکن

یہ مدنظر رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دس کے بارے میں ہی جنت کی بشارت نہیں دی تھی بلکہ اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے صحابہ اور صحابیات ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی۔

چنانچہ ان دس کے علاوہ کم و بیش پچاس کے قریب صحابہ وصحابیات کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں جو کہ تین سو تیرہ کے قریب تھے اور جنگِ احد میں شامل ہونے والوں اور بیعتِ رضوان صلح حدیبیہ کے موقع پر شامل ہونے والوں کے متعلق بھی جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے آج کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون تم میں سے آج جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس آدمی میں یہ سب باتیں جمع ہو گئیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ بَاب من فضائل ابی بکرؓ، حدیث نمبر ۴۳۸۶ مترجم اردو شائع کردہ نور فاؤنڈیشن جلد 13 صفحہ 7) **یہ صحیح مسلم کا حوالہ ہے۔**

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل میرے پاس آیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہو گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کاش! میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ میں بھی اسے دیکھتا تو آپؐ نے فرمایا

اے ابوبکر! تم میری اُمّت میں سے سب سے پہلے ہو جو جنت میں داخل ہو گے۔

(کنزالعمال جلد۶ جزء۱۱ صفحہ ۵۴۴ فضل ابوبکر صدیقؓ حدیث نمبر ۳۲۵۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی بات کو بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مجلس میں تشریف رکھتے تھے اور آپؐ کے اردگرد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے یہ ذکر کرنا شروع کر دیا کہ جنت میں یوں ہو گا، یوں ہو گا اور پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے مقدر فرمائے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمانے لگے یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ جنت میں مَیں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ (بعض روایتوں میں ایک اَور صحابی کا نام آتا ہے اور بعض روایتوں میں حضرت ابوبکرؓ کا نام آتا ہے۔) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو گے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو قدرتی طور پر باقی صحابہ کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ ہمارے لئے بھی یہی دعا کی جائے۔ پہلے تو وہ اس خیال میں تھے کہ ہمارے یہ کہاں نصیب ہیں کہ ہم جنت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا بعض روایتوں کے مطابق کسی اَور صحابی نے یہ بات کہہ دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا بھی فرمائی تھی تو اب انہیں نمونہ مل گیا اور انہیں پتہ لگ گیا کہ یہ عمل ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔ چنانچہ ایک اَور صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جنت میں مجھے آپ کے ساتھ رکھے۔ آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ تم پر بھی فضل کرے مگر جس نے پہلے کہا تھا اب تو وہ دعا لے گیا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 427-428)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص فلاں عبادت میں زیادہ حصہ لے گا وہ جنت کے فلاں دروازہ سے گزارا جائے گا اور جو فلاں عبادت میں زیادہ حصہ لے گا وہ فلاں دروازہ سے گزارا جائے گا۔ اسی طرح آپؐ نے مختلف عبادات کا نام لیا اور فرمایا: جنت کے سات دروازوں سے مختلف اعمال حسنہ پر زیادہ زور دینے والے لوگ گزارے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مختلف دروازوں سے تو وہ اس لئے گزارے جائیں گے کہ انہوں نے ایک ایک عبادت پر زور دیا ہو گا لیکن یا رسول اللہؐ! اگر کوئی شخص ساری عبادتوں پر ہی زور دے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

آپؐ نے فرمایا: وہ جنت کے ساتوں دروازوں سے گزارا جائے گا اور اے ابوبکرؓ! میں امید کرتا ہوں کہ تم بھی انہی میں سے ہو گے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 624)

یہ ذکر تو ان شاء اللہ آئندہ چلے گا۔ اس وقت میں

بعض مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں اور ان کے جنازے بھی بعد میں پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر ہے

مکرم عبد الباسط صاحب جو امیر جماعت انڈونیشیا

تھے۔ 8/ اکتوبر کو اکہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

یہ مولوی عبد الواحد سماٹری صاحب کے بیٹے تھے اور ایف اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اکیس سال کی عمر میں 20/ ستمبر 1972ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ 1981ء کے آغاز میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ 1981ء کو بطور مبلغ اپنے ملک انڈونیشیا واپس تشریف لے گئے۔ 87ء میں مجلس عاملہ انڈونیشیا کے مشورہ سے تجویز ہوا کہ تھائی لینڈ میں تبلیغ کے پیش نظر ایک انڈونیشین مبلغ کو کوالالمپور ملائیشیا کی نیشنیلٹی حاصل کر کے تھائی لینڈ میں تبلیغ کے لیے بھیجا جائے تو ان کا نام پیش ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے منظوری فرمائی اور یہ وہاں تھائی لینڈ چلے گئے۔ بعد میں پھر ان کا تقرر انڈونیشیا میں ہو گیا اور تادمِ آخر یہ انڈونیشیا میں ہی رہے اور ایک لمبا عرصہ امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ چالیس سال تک ان کا خدمت کا عرصہ ہے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

ان کی اہلیہ مولی واتی (Musliwati) صاحبہ کہتی ہیں کہ مرحوم سلسلہ کا بہت درد رکھتے تھے اور جماعت کو ہر چیز پر ہمیشہ ترجیح دیتے تھے۔ بحیثیت بیوی میں ان کی جماعت کی لگن اور خدمات کا اعتراف کرتی ہوں۔ ان کے ایک بھتیجے طاہر صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں مرحوم مرکز سے آنے والی ہدایت کی مکمل طور پر اطاعت کرتے۔ ایک دفعہ مرحوم نے بتایا کہ فیملی سے ملنے کے لیے ملائیشیا جانے کا پروگرام تھا، اس کے لیے ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی خریدا ہوا تھا لیکن کہتے ہیں تقریباً ایک ہفتہ کے بعد جب میں دوبارہ ملا تو پوچھا آپ ملائیشیا کیوں نہیں گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مرکز کی طرف سے جو خط موصول ہوا ہے اس میں جانے کی اجازت نہیں ملی۔ اس لیے میں نے ملائیشیا جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اور ٹکٹ کی بھی کوئی پروا نہیں کی۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک عہدے دار ہیں، وہ کہتے ہیں بڑے پیار سے، محبت سے ہمیں سکھاتے اور سمجھاتے۔ امیر جماعت ہونے کے باوجود جماعت سے سہولتیں نہیں مانگتے تھے۔ جماعت کی طرف سے جو بھی ملتا بخوشی استعمال کرتے۔ سادگی کو ترجیح دیتے۔ دفتری اوقات میں کئی دفعہ خود ہمارے پاس آ کر بیٹھ جاتے اور خطوط کو ملاحظہ کر کے نوٹ لکھواتے تھے۔ مبلغین کا بہت احترام کرتے تھے۔ بہت گہرا اور وسیع علم رکھنے والے تھے۔ ہمیشہ جب بھی کوئی فیصلہ کرتے تو عاملہ ممبران سے ہمیشہ مشورہ طلب کیا کرتے۔ باوقار مگر عاجزی سے بھرے ہوئے وجود تھے۔ نہایت ملنسار اور ہر ایک بڑے چھوٹے سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ ہمیں تلقین کرتے تھے کہ خلیفۂ وقت کے حکم پر اپنی سب آراء کو چھوڑ کر فوراً عمل کرنا چاہیے۔ جماعتی نظام کو فوقیت دیتے تھے۔ جماعتی اموال پر گہری نظر اور بھرپور حفاظت کرنے والے تھے۔ کسی بھی خلاف ورزی پر آپ سختی سے پیش آتے تھے۔ اکثر دوسرے کارکنوں سے پہلے دفتر آتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے دفتر نہ آ سکتے یا دیر سے آتے تو سٹاف کو ضرور اطلاع دیتے تھے بلکہ جب آپ دفتر سے کسی

معاملے کے لیے باہر جاتے خواہ تھوڑی دیر کے لیے جائیں تو پھر بھی دفتر کے عملے کو اطلاع ضرور دے کے جاتے تھے۔ رپورٹس یا خطوط کو چیک کرتے وقت مرحوم نہایت محتاط تھے۔ مکمل طور پر ہر ایک چیز کو دیکھتے تھے اور اگر فوری کام کی ضرورت ہوتی تو رات دیر تک کام میں مصروف رہتے۔ احمدیوں سے ملنے کے لیے جاتے تو احمدی کہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کے لیے ہمیشہ تحفے ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔ ہمیشہ پیار و محبت کا سلوک کرتے۔ ایک ایسے راہنما تھے جو ہمیشہ دوسروں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ امیر صاحب ہمارے لیے اور انڈونیشیا کے احمدیوں کے لیے گویا روحانی باپ تھے۔ جماعتی نظام اور روایات کو ہمیشہ ترجیح دیتے تھے اور یہی خصوصیات ہیں جو ایک امیر میں ہونی چاہئیں۔ جب ناراض ہوجاتے تو ہر ایک کی عزت کا بھی خیال رکھتے۔ یہ نہیں کہ ناراضگی میں جو چاہا کہہ دیا۔ سزا دیتے وقت اصلاح کا پہلو ہمیشہ مدّنظر ہوتا تھا۔ کوئی دشمنی نہیں ہوتی تھی، کینہ نہیں ہوتا تھا بلکہ اصلاح مقصد تھا۔ پھر کہتے ہیں بہت سارے احمدی یہاں اپنے جماعتی یا ذاتی کام میں آپ سے راہنمائی طلب کرتے تھے۔ آپ نے غیر معمولی محنت اور محبت کے ساتھ احباب جماعت انڈونیشیا کا خیال رکھا۔ گذشتہ ایک سال سے بیمار تھے۔ اپنی بیماری کے ایام میں بھی حسب معمول مختلف میٹنگز اور رابطہ اور دورہ جات میں جماعتی خدمات ادا کرتے رہے۔ اس میں کمی نہیں آنے دی۔

محمود وردی صاحب جو انڈونیشین ڈیسک میں یہیں لندن میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مزاج کے بعض پہلو بہت نمایاں ہیں جن میں سے سب سے نمایاں ان کا تبحر علمی ہے۔ بڑے علم دوست آدمی تھے۔ ہر آن حصولِ علم کا شوق تھا۔ مختلف موضوعات کے بارے میں وسیع معلومات رکھتے تھے۔ جس ٹاپک پر بھی بات ہوتی وہ اس پر سیر حاصل گفتگو کرنے پر عبور رکھتے تھے۔ جماعتی کتب پر مبنی علوم کے علاوہ باقی جنرل نالج پر بھی ان کو عبور تھا۔ باقاعدگی سے اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے۔ نیشنل اور انٹرنیشنل ہر قسم کی خبریں پڑھتے۔ چاہے وہ انڈونیشین میں ہوں یا انگلش میں ہوں۔ تقریر کرتے ہوئے زیادہ لمبی چوڑی تقریر نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ مختصر اور جامع خطاب کرتے اور تقریر میں لوگوں کو اپنی بات سادہ الفاظ میں سمجھا دیا کرتے۔ ہر طبقے کے لوگ آرام سے ان کی کہی ہوئی بات سمجھ سکتے تھے۔ پھر کہتے ہیں روزمرہ لباس بڑا سادہ تھا لیکن باوقار انسان تھے۔ کسی قسم کا تکلف یا بناوٹ بالکل نہیں تھا۔ ہر طبقے کے لوگ ان کے ساتھ بیٹھ کر بے تکلفی سے بات کر لیا کرتے تھے لیکن ہمیشہ سب ان کی عزت وتکریم اور حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ساتھ بات کیا کرتے تھے۔

فضل عمر فاروق صاحب وہاں مربی سلسلہ ہیں، جامعہ میں استاد بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں طفل کے ایام سے امیر صاحب کے قریب رہا۔ جب جماعت انڈونیشیا نہایت مشکل دور میں تھی تو آپ محنت اور صبر اور تحمل سے تمام احباب جماعت کی حوصلہ افزائی کرتے۔ انہیں صبر اور دعا کی تلقین کرتے رہے۔ جب بھی دعا کرتے تو بڑی رقت اور خشوع سے کرتے تھے۔ ہمیشہ وقت پر نماز کے لیے مسجد میں آتے۔ واقفین زندگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی مربی میدان عمل میں جانے لگتا تو آپ اپنی طرف سے اس کو کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دیتے۔

سیف اللہ مبارک صاحب ہیں، یہ بھی جامعہ کے استاد ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مولانا عبد الباسط صاحب واقفین زندگی کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ جماعت کے ہر پروگرام میں ہمیشہ شامل ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نرمی اور احترام سے بات کرتے تھے۔ کسی بھی مجلس میں جاتے تو آپ کے آنے سے رونق ہوجاتی تھی۔ مسکراتے رہتے۔ کہتے ہیں جب جامعہ انڈونیشیا میں پڑھتا تھا تو مغرب کے بعد ہمارے ساتھ بیٹھتے اور حال چال پوچھتے اور ہلکی پھلکی باتیں ہوتیں۔

پھر نورالدین صاحب مربی سلسلہ ہیں، انہوں نے بھی یہ لکھا ہے کہ ایسے امیر تھے جو اپنا نمونہ پیش کیا کرتے تھے۔ موصوف یہ کہتے ہیں کہ 2018ء میں ہماری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس وقت ہمارے پاس چھ کروڑ روپے کی رقم تھی۔ انڈونیشین روپیہ کی قیمت بہت کم ہے تو کروڑوں اور بلینز میں باتیں ہوتی ہیں وہاں۔ اس لحاظ سے کہتے ہیں چھ کروڑ کی رقم تھی جبکہ مسجد کے لیے تقریباً ڈیڑھ ارب روپے کی ضرورت تھی۔ موصوف نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ مسجد کی تعمیر کرنے کے لیے جتنا بھی بجٹ مہیا ہوتا ہے اسی سے تعمیر شروع کرتے ہیں لیکن اس کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کا نظارہ دیکھیں گے۔ اگر ڈیڑھ ارب انڈونیشین روپیہ ہے تو کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ چھ کروڑ تمہارے پاس ہے۔ شروع کردو۔ 1/10 بھی نہیں تھا۔ تین فیصد بلکہ چار فیصد تھا۔ یہ نصیحت کرنے کے بعد کہتے ہیں موصوف نے اپنی جیب سے بٹوا نکال کر ہمیں مسجد کے لیے کچھ رقم دی یہیں سے احباب جماعت نے بھی بڑھ چڑھ کر اپنی بہترین قربانی پیش کرنی شروع کردی۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر مسجد کی تعمیر اسّی فیصد مکمل ہوگئی۔ پھر یہ pandemic کا زمانہ آ گیا۔ لوگوں کی آمدنی کم ہوگئی پھر مسجد کی تعمیر رک گئی۔ کہتے ہیں پھر ہم ان کے پاس گئے اور بتایا کہ مسجد کی تعمیر مکمل کرنا چاہتے ہیں لیکن تقریباً پندرہ کروڑ روپے کی، ڈیڑھ سو ملین کی ضرورت ہے۔ ہمیں امید تھی کہ مرکز ہماری مدد کردے گا لیکن امیر صاحب نے کہا مرکز مدد نہیں کرے گا۔ آپ لوگ کسی سے مانگے بغیر یہ رقم پوری کر سکتے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کتنے احمدی ہیں۔ میں نے کہا 160/احمدی ہیں۔ یہ سن کر موصوف نے بڑے آرام سے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہر ایک شخص سے کہیں کہ دس ملین یہ تقریباً سو پاؤنڈ سوا سو پاؤنڈ بنتے ہوں گے دے دیں تو یہ رقم پوری ہوسکتی ہے۔ کہتے ہیں شروع میں ہمیں یقین نہیں تھا کہ یہ کام اتنی آسانی سے ہوسکتا ہے لیکن جب ہم نے اس نصیحت پر عمل کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کے دلوں میں ایک محبت اور جذبہ ڈال دیا وہ اپنے بہترین مال مسجد کی تعمیر کے لیے پیش کریں۔ اس کے علاوہ موصوف نے پھر بھی خود اپنی طرف سے کافی رقم پیش فرمائی۔ چنانچہ تین سال کے اندر فروری میں مسجد مکمل ہوگئی۔

پھر اپنے نہیں غیروں کے ساتھ بھی ان کے تعلقات تھے۔ لقمان حکیم سیف الدین صاحب سابق وزیر مذہبی امور (یہ احمدی نہیں ہیں) کہتے ہیں کہ مرحوم کو نیشنل سطح پر ایک شخصیت سمجھتا ہوں جو ہمیشہ انسانیت کو مقدم رکھتے تھے۔ آپ کہیں بھی جاتے ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ کس طرح ہم انسانیت کی عزت، باہمی برداشت اور ہر ایک کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ سب باتیں ہم سب کی ذمہ داری ہیں۔ نہ کہ صرف احمدیوں کی بلکہ سب انڈونیشین کی ذمہ داری ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں اور جو بھی نصائح انہوں نے ہمیں کی ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ جتنے بھی اختلافات اور فرق ہمارے درمیان ہیں وہ سب آپس میں نفرت پھیلانے اور انسانیت کی عزت کو گرانے کا باعث بنتے ہیں انہیں دور کریں۔

انڈونیشیا میں تیونس کے سفیر زہیری (Zuhairi) صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے امیر صاحب سے یہ بات سیکھی کہ کس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اور علماء سے محبت کریں اور ان کی اعلیٰ تعلیمات پر عمل کریں۔ اگرچہ احمدیوں پر ظلم کیا گیا، گالیاں دی گئیں۔ انڈونیشیا میں بہت ظلم ہوا اور بڑی ہمت سے انہوں نے وہ جو دَور تھا وہ وہاں گزارا ہے اور بڑے طریقے سے سب احمدیوں کو سنبھالا۔ بہرحال یہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ احمدیوں پر ظلم کیا گیا، گالیاں دی گئیں اور ناانصافی کا سلوک کیا گیا پھر بھی امیر صاحب نے ہمیں یہ سکھایا کہ کسی بھی حالت میں ہمیں اخلاص و وفا کے ساتھ دین، ملک اور انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے کیونکہ پوری دنیا کے احمدیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ Love for all,Hatred for none میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب، عالم، سادہ مزاج اور بااخلاق شخصیت تھے۔

پھر نیشنل سطح پر ایک تنظیم کی راہنما نیا (Nia) شریف الدین صاحبہ لکھتی ہیں کہ امیر صاحب کی بات کرنے کا انداز بہت ہی گہرا اثر کرنے والا تھا۔ اگرچہ نرمی اور ادب کے ساتھ بات کرتے تھے۔ پھر بھی اس میں حُبِّ وطن کے جذبات نمایاں تھے۔ گویا ان کی باتوں سے Love for all,Hatred for none ظاہر ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مرحوم اچھے آدمی تھے اور ایسے لیڈر تھے جو ہمیشہ ایمان اور ہر ایک سے محبت کے جذبات کے ساتھ بات کرتے تھے۔

معراج الدین شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ امیر کی حیثیت سے ان کی قیادت کے دوران جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا کو بہت زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور انڈونیشیا میں کئی مقامات پر احمدیوں پر حملے ہوئے۔ انہوں نے بڑی بہادری اور سکون کے ساتھ ان کا سامنا کیا۔ سرکاری افسران بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ ان کے اچھے روابط کی بدولت ہے۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا معصوم صاحب لکھتے ہیں کہ امیر صاحب خلافت کے فدائی تھے۔ ہمسایہ ہونے کے ناطے اکثر اوقات نماز کے لیے میرے ساتھ مسجد جاتے تھے۔ وہ جب بھی دَورے کے لیے جاتے تو ضرور بتاتے کہ فلاں جماعتوں کے دورے پر جا رہا ہوں اور مجھے بھی کہا کرتے تھے کہ جایا کرو۔ جامعہ احمدیہ کا خاص خیال کرتے تھے۔ جامعہ احمدیہ بورڈ ممبر کی حیثیت سے طلبہ کا انٹرویو لیتے وقت ہمیشہ تلقین کرتے تھے کہ آپ لوگوں نے مبلغ بننا ہے اس لیے جماعتوں کے لیے ہر لحاظ سے نمونہ بننے کی کوشش کریں اور کہتے ہیں مجھے بھی ہدایت کرتے تھے اور ہر ایک کے بارہ میں انفرادی طور پر بھی بتاتے تھے کہ فلاں طالبعلم میں یہ کمی

ہے۔ اس کو پورا کروانے کی پوری کوشش کریں۔ جامعہ کے طلبہ سے دلچسپی تھی۔

ارشاد علمی صاحب امریکہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ کہتے ہیں میں باسط صاحب کا جامعہ میں کلاس فیلو تھا اور روم میٹ بھی تھا۔ مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت زیرک اور کمال درجہ کے ذہین، خوش مزاج، ملنسار، ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ بیڈمنٹن کے بہت اعلیٰ کھلاڑی تھے۔ ہمیشہ ربوہ میں جیتا کرتے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب وہ انڈونیشیا سے ربوہ جامعہ کے لیے آنے والے تھے تو انہی دنوں میں انہیں کسی کمپنی کی طرف سے بطور کھلاڑی ایک بہت بڑی آفر ملتی تھی جس پر ان کے والد مکرم مولانا عبدالواحد صاحب کو بڑی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں عبدالباسط اس بڑی آفر کی لالچ میں جامعہ جانے کا ارادہ تبدیل نہ کر لے۔ موصوف نے بتایا کہ جب انہوں نے اپنے والد کی یہ پریشانی دیکھی تو والد کو یقین دلایا اور یہ عہد کیا کہ میں کبھی دنیوی فائدے کے لیے دین کو نہیں چھوڑوں گا اور اس طرح بہت بڑے مالی فائدے کی آفر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پوری زندگی موصوف کی شاہد ہے کہ آپ نے دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھا اور اس عہد کو نبھایا۔ خلافت سے بہت پیار کرنے والے تھے۔ فدائی اور جاں نثار وجود تھے۔ طالب علمی کے دور سے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب تھے۔ کہتے ہیں ہم ان کو چھیڑا کرتے تھے کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بہت چہیتے ہیں۔ اسی طرح ہر خلافت کے دور میں انہوں نے بہت اخلاص و وفا کا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان جیسے مبلغین اور کارکنان اللہ تعالیٰ جماعت کو عطا فرماتا رہے۔

میں نے بھی ہمیشہ ان کو جیسا کہ میں نے کہا کامل اطاعت کرنے والا اور بڑا بےنفس انسان دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانے والوں کی کمیاں بھی پوری فرماتا رہے۔ انڈونیشیا کے مربیان و مبلغین کو ان کے نمونے خاص طور پر سامنے رکھنے چاہئیں اور باقی دنیا کے مبلغین کو بھی۔ یہ پرانی باتیں نہیں ہیں۔ آج کل کے زمانے میں یہ لوگ تھے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا اور وقف کا حق ادا کیا۔

اگلا ذکر ہے

زینب رمضان صاحبہ کا۔

یوسف عثمان کامبالایہ صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ کی اہلیہ تھیں۔ یہ ستر سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے میاں یوسف عثمان کامبالایہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کی اہلیہ بہت نیک، مخلص اور جماعت کے ہر کام میں شریک ہوتی تھیں۔ ہمسایوں سے بہت اچھے تعلقات رکھتی تھیں۔ غریبوں اور یتیموں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ مربیان کی بہت خدمت اور عزت کرتی تھیں۔ چندوں میں ہمیشہ آگے ہوتی تھیں۔ جہاں بھی ہم رہے جماعتی کام کے لیے ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ تمام احمدیوں سے بہت اخلاص کے ساتھ پیش آتی تھیں۔ دو اڑھائی سال سے کینسر کی مریضہ تھیں۔ علاج بھی بڑا کرایا۔ بہترین ڈاکٹروں سے بھی علاج بھی کروایا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور گذشتہ دنوں ان کی وفات ہو گئی۔ لکھتے ہیں کہ جنازے میں شمولیت کے لیے ٹبورا اور مختلف علاقوں سے ایک ہزار کے قریب افراد موجود تھے جن میں غیر از جماعت رشتہ داروں نے بھی شرکت کی۔ تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں جو اب شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر

حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالقدیر صاحب درویش قادیان

کا ہے۔ گذشتہ ماہ ان کا انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ شاکرہ، منکسر المزاج اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ بچوں کو بھی نماز اور تلاوت قرآن کریم کا پابند بنانے کے لیے محنت کرتی تھیں۔ جب تک صحت نے اجازت دی قادیان کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت اور خلیفۂ وقت کی طرف سے کی گئی ہر تحریک پر لبیک کہتی تھیں۔ درویشی کے دور کو بڑے صبر اور شکر سے انہوں نے گزارا اور غربت کے باوجود کبھی کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ مرحومہ کا گھر دارالمسیح کے قریب ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے دنوں میں مہمانوں سے بھرا رہتا۔ مہمانوں کا نہایت خوش اخلاقی سے استقبال کرکے ان کی بھرپور رنگ میں مہمان نوازی کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کے بیٹے شیخ ناصر وحید صاحب بطور قائمقام ایڈمنسٹریٹر نور ہسپتال قادیان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں ہیں جو باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر

مکرمہ میلے انیسا ایپیائی صاحبہ (کیریباس)

کا ہے۔ ان کی زندگی کے حالات بھی عجیب ہیں اور قبول احمدیت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔

بڑی مخلص و فاشعار خاتون تھیں۔

ان کا گذشتہ دنوں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ تہتر سال ان کی عمر تھی۔ خواجہ فہد صاحب مربی کیریباس کہتے ہیں کہ میلے انیسا ایپیائی صاحبہ کیریباس جماعت کی پہلی مسلمان اور پہلی احمدی تھیں۔ کسی طرح قرآن مجید کی ایک کاپی دنیا کے اس کونے میں مل گئی۔ ایک ایسی جگہ جہاں دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ کتابیں بھی مشکل سے نظر آتی تھیں۔ جب آپ کو قرآن مجید کا یہ نسخہ ملا تو خود پڑھنا شروع کر دیا۔ ترجمہ ساتھ ہوگا۔ اس کو پڑھنے کے بعد محترمہ میلے انیسا ایپیائی صاحبہ پر قرآن مجید کا اتنا اثر ہوا کہ خود ہی دل میں ایمان لے آئیں اور اسی وقت سے پردہ شروع کر دیا۔ جب جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ سلسلہ حافظ جبرئیل سعید صاحب مرحوم کیریباس تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں اس ملک میں کوئی مسلمان ہے تو سب نے محترمہ میلے انیسا ایپیائی صاحبہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس پورے ملک میں صرف ایک ہی ہے جو مسلمان ہے۔ خدا کا کیا فضل ہے کہ محترمہ میلے انیسا ایپیائی صاحبہ نے جب دل میں اسلام قبول کیا تو سال کے اندر اندر ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر مبلغ سلسلہ وہاں پہنچ گئے۔ اس بہادر نوجوان عورت نے مبلغ کے پہنچنے سے پہلے ہی اس وقت اپنے خاندان اور دوستوں میں اسلام کی تبلیغ بھی شروع کر دی تھی اور اس وجہ سے اس چھوٹے سے ملک میں جس میں ایک لاکھ کی آبادی تھی مشہور ہو گیا کہ ایک عورت مسلمان ہو گئی ہے۔ اس لیے جب مبلغ سلسلہ حافظ جبرئیل سعید مرحوم کیریباس کے ملک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی انہیں ایک سلطان نصیر عطا فرما دیا تھا جو جماعت کے لیے تیار ہوا ہوا تھا۔

ایک واحد مسلمان ہونے، پردہ کرنے اور لوگوں کو تبلیغ کرنے کی وجہ سے مشہور تھیں۔ جب پہلے مبلغ سلسلہ جبرئیل صاحب کیریباس آئے تو محترمہ میلے انیسا نے بیعت کر لی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئیں۔ آپ نے مبلغ سلسلہ کے رہنے کا انتظام کیا، سہولیات کا انتظام کیا، پھر تبلیغ میں لگ گئیں۔ کئی لوگ آپ کی تبلیغ کے باعث جماعت میں داخل ہوئے۔ آپ کو جماعت سے بہت محبت تھی۔ مربیان کرام کی بہت عزت کرتی تھیں۔ لوگوں کی سخت مخالفت کے باوجود آپ کا ایمان کبھی کمزور نہیں ہوا۔ جہاں بھی جاتیں پردہ کرکے جاتیں اور ان کا مسلمان لباس بھی تبلیغ کا ذریعہ بن گیا۔ باوجود اس کے کہ لوگ آپ کا مذاق اڑاتے، بعض دفعہ گالیاں بھی دیتے تھے، بحث بھی کرتے، تنگ بھی کرتے۔ آپ نے کبھی بھی اپنے ایمان اور پردے کو گرنے نہیں دیا اور ایک عمدہ مثال چھوڑ دی کہ پردہ خدا کے لیے ہے تو پھر لوگوں کی میں کیوں فکر کروں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ شروع شروع میں جب آپ نے اپنے دل میں اسلام کو قبول کیا تو نماز پڑھنا نہیں جانتی تھیں تو سجدے کے بغیر اپنے طور پر عبادت شروع کر دی۔ جب ان کے والد نے انہیں نئے طریقے سے عبادت کرتے دیکھا تو شدید غصہ کا اظہار کیا اور قرآن مجید کو پھاڑنے کی دھمکی دی۔ انہوں نے جواب میں اپنے باپ کو کہا کہ پھر بائبل کے بھی وہ صفحات پھاڑ دینے چاہئیں جس میں حضرت عیسیٰ کے خدا کے آگے سجدہ کا ذکر ہے۔ وہ اپنے عقیدے پر بہت بہادری سے قائم رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغ سلسلہ کے آنے کی وجہ سے آپ نے خود بھی نماز سیکھی اور پھر لوگوں کو سکھائی۔ دنیا کے اس کونے میں جب سارے کے سارے لوگ اسلام کو بری نظر سے دیکھتے تھے اس وقت یہ مجاہدہ کھڑی ہو کر سب کا مقابلہ کرتی اور اسلام کی تعلیمات بغیر کسی ڈر کے پیش کرتی

تھیں۔سوائے اللہ تعالیٰ کے آپ کسی سے نہیں ڈرتی تھیں۔ اس خوبی کی وجہ سے کافی لوگ اور کافی سیاستدانوں پر بھی آپ کا بہت رعب تھا اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ آپ کے اس رعب اور ایمان پر مضبوطی کی وجہ سے سیاستدانوں پر ایک دباؤ ایسا پڑا اور ان پر ایسا اثر ہوا کہ جماعت کی رجسٹریشن میں بھی انہوں نے تعاون کیا جو اس سے پہلے مخالفت کی وجہ سے منظور نہیں ہو رہی تھی۔ بہت سارے لوگ ایسے بھی تھے جو ان کو جانتے تھے اور ان کا رعب بھی ایسا تھا کہ وہ ان کی موجودگی میں اسلام کے خلاف کوئی منفی بات نہیں کر سکتے تھے۔

آپ اپنا گھر ہمیشہ کھلا رکھتیں کہ لوگ آئیں اور جو بھی سوال کرنا چاہیں وہ کریں۔ اپنے گھر میں سب کو نماز کی باقاعدگی کی تلقین کرتی تھیں۔ بہت عرصہ کے لیے اپنا گھر نماز سینٹر بھی بنایا ہوا تھا۔ ان کا بیٹا احمد اپیسائی جب جوانی کی عمر کو پہنچا تو آپ نے اس کو جماعت کے لیے وقف کر کے جامعہ احمدیہ گھانا بھجوا دیا۔ لوگوں نے آپ کو بہت روکنا چاہا کہ کیوں تُو اپنے بیٹے کو ادھر بھیج رہی ہے۔ وہ تیرے بیٹے کو ادھر مار دیں گے لیکن آپ نے فخر سے اپنے بیٹے کو بھیجا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ افریقہ جا کے احمد اپیسائی ملیریا کی وجہ سے بیمار ہوا اور وہاں وفات پا گیا۔ اس وقت یہی لوگ آئے اور کہا کہ دیکھو! اسلام جھوٹا ہے اس لیے تیرا بیٹا فوت ہو گیا ہے لیکن ملیے انیسا اپیسائی صاحبہ نے اس کی کوئی پروا نہیں کی، کوئی توجہ نہیں دی اور اسلام پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اسلام کی خاطر پہلے سے بھی بڑھ کے زور و شور سے کام کرنے لگیں۔ نہ ان کے ایمان پر کوئی فرق آیا اور نہ ہی ان کے پردے پر۔ آپ کے دوسرے بچے بھی اسلام پر ثابت قدم رہے۔ تبلیغ بھی جاری رہی۔

آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر عطا فرمائے اور اپنی ماں کی طرح اسلام اور احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان کے وہاں لگائے ہوئے بیج میں برکت ڈالے اور ان کی خواہش کے مطابق یہ چھوٹا سا جزیرہ احمدیت کی آغوش میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نڈر اور اپنا نمونہ قائم کرنے والی اور تبلیغ کا جوش رکھنے والی اور اپنے ایمان پر قائم رہنے والی خواتین اَور بھی جماعت کو عطا فرماتا رہے، ایسی مائیں اَور بھی عطا فرماتا رہے جنہوں نے مبلغین سے بڑھ کر تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18/ نومبر 2022ء صفحہ 5 تا 10)

مرسلہ: محمد ادریس شاہد۔فرانس

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

1993ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے باذن الٰہی عالمی بیعت کا آغاز فرمایا۔ جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کے لئے میرے ساتھ بورکینا فاسو سے مکرم وورا گو محمدی ممبر پارلیمنٹ اور فادا (FADA) سے ایک ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے۔ ہم خدا کے فضل سے جلسہ سے چند روز قبل لندن پہنچ گئے۔ پہلے روز ہی ہماری آمد کے چند گھنٹے بعد حضور سے ملاقات ہوگئی۔ ملاقات اس قدر پُر اثر تھی کہ دونوں اصحاب نے اسی روز بیعت کر لی۔ الحمد للہ

جلسہ کی افتتاحی تقریب میں یہ دونوں دوست سٹیج پر بیٹھے تھے بڑے سکون سے جلسہ سنا۔ شام کے وقت رہائش گاہ پر پہنچتے ہی دونوں نے بڑے جوش میں مجھے اپنے پاس بٹھا کر مجھ سے سوال کیا کہ تم بتاؤ! حضرت صاحب کے ہاتھ میں کونسا جادو ہے؟ وورا گو محمدی صاحب کہنے لگے ہم سیاسی لوگ ہیں ہم جلسے کرتے ہیں جس جگہ ہمیں ایک ہزار حاضری متوقع ہو وہاں کنٹرول کے لئے کم از کم ایک سو پولیس والے آتے ہیں جبکہ یہاں تیس پینتیس ہزار کا مجمع ہے اور کوئی بھی پولیس والا نہیں؟

حضور مسکراتے ہوئے سٹیج پر تشریف لائے اور بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا۔ سب لوگوں نے یک زبان جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور پھر نعرے شروع ہو گئے۔ حضور کچھ دیر کھڑے مسکراتے رہے۔ کچھ دیر بعد حضورؒ کا دایاں ہاتھ بلند ہونا شروع ہوا جونہی ہاتھ بلند ہوا مکمل خاموشی ہوگئی یوں لگتا تھا جیسے پنڈال میں کوئی ہے ہی نہیں۔ اب بتاؤ! اگر یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟

خاکسار نے عرض کیا کہ یہی تو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے جس کو زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت ہوئی۔ اب خلافت کے سایہ میں یہی تعلیم اگلی نسلوں کو زندگی دے رہی ہے اور وہی روشنی ہمیں منور کر رہی ہے اور یہی وہ فرق ہے جو آپ لوگوں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ الحمد للہ

دعا کا تحفہ

تلاوت قرآن کریم کی دعائیں

حضرت وائلؓ بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے سُنا وَلَاالضَّآلِّیْنَ پڑھنے کے بعد آپؐ نے لمبی آواز کے ساتھ کہا آمین یعنی قبول فرما۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو میسرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ البقرہ کی دعائیہ آیات کے آخر پر جبرائیلؑ نے آمین کہنے کی تلقین کی۔

(الاتقان جز ا صفحہ 107۔سیوطی بیروت)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے سامنے سورۃ رحمان کی تلاوت کی صحابہؓ نے خاموشی سے تلاوت سُنی آپؐ نے فرمایا تم سے تو جنّ قوم ہی اچھی تھی جو اس سورۃ کی تلاوت سنتے وقت ہر دفعہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (یعنی تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟) کے جواب میں کہتے تھے لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَکَ الْحَمْدُ یعنی اے ہمارے ربّ ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کی تکذیب نہیں کرتے۔ اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

(ترمذی کتاب التفسیر)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 84-85)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اعلان نکاح

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 12/ نومبر 2022ء کو بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

- عزیزہ ثمینہ بشیر بنت مکرم محمد بشیر صاحب (پاکستان)
  ہمراہ عزیزم لبید احمد (مربی سلسلہ۔ پاکستان) ابن مکرم طارق محمود کھوکھر صاحب (مربی سلسلہ)

- عزیزہ افراء بشریٰ میر بنت مکرم رفیق احمد ہاشمی صاحب (بیلجیئم)
  ہمراہ عزیزم میر اسامہ نسیم ابن مکرم میر نسیم الرشید صاحب (جرمنی)

- عزیزہ صباحت احسان اللہ (واقفہ نو) بنت مکرم احسان اللہ صاحب (بیلجیئم)
  ہمراہ عزیزم شمائل احمد شاد ابن مکرم محمد اکبر شاد صاحب (جرمنی)

- عزیزہ مدیحہ طارق بنت مکرم محمد لقمان طارق صاحب (یوکے)
  ہمراہ عزیزم سیف احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو جانبین اور جماعت کے لئے بہت مبارک کرے۔
ادارہ الفضل کی طرف سے مبارکباد قبول کریں۔

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

دعاؤں سے بھرا دن اور ایک پرانی یاد

جاپان اگرچہ نو گھنٹے یو کے سے آگے ہے تو ایسا ہوا کہ ہم نے ایک پورے دن کی پنجوقتہ نمازیں جہاز میں ادا کیں۔ ہم سب نے اپنی اپنی (انفرادی) نمازیں اپنی نشستوں پر ادا کیں۔شروع (سفر) میں ہم نے نمازِ ظہر اور عصر ادا کیں پھر بعد میں نمازِ مغرب وعشاء ادا کیں اور پھر جہاز سے اترنے سے قبل نمازِ فجر ادا کی۔

جب ہم نے اڑان بھری تو مجھے یاد ہے کہ کس طرح 2013ء میں جب ہم Los Angeles اور مغربی کینیڈا کے دورے سے لندن واپس آرہے تھے تو مجھے حضور انور کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا، واپسی کی اس فلائٹ پر جو پوری رات پر ممتد فلائٹ تھی۔

رات کے اکثر حصہ میں حضور انور دعاؤں (نماز) اور تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہے۔حضور انور نے ٹی وی دیکھنا پسند نہ کیا۔اگرچہ گاہے بگاہے Moving Map ملاحظہ فرماتے رہے۔حضور انور نے کچھ پڑھنے کے لئے مواد ہمراہ رکھا ہوا تھا۔ اور مجھے یاد ہے کہ Review of religions کے جدید ترین مسودے کو پڑھنے میں کچھ وقت صرف کیا۔

پھولوں کا ایک بڑا گلدستہ پکڑنا

ایک نوجوان احمدی لڑکے نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا جو حضور انور نے احمد بھائی کو تھما دیا۔ میں کیونکہ ان کے بہت قریب تھا، احمد بھائی نے وہ پھول مجھے پکڑا دیئے اور ہدایت دی کہ انہیں پکڑے رکھوں جب تک ہم ہوٹل میں جہاں ہماری رہائش ہے، نہیں پہنچ جاتے۔

حضور انور، خالہ سبوحی اور چند قافلہ کے افراد لفٹ میں داخل ہوئے اور مجھے دیکھنے پر خالہ سبوحی نے مجھ سے پوچھا کہ فلائٹ کیسی رہی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں سو نہیں سکا اس لئے فلائٹ بہت زیادہ آہستہ رفتار میں (پرواز بھرتی) معلوم ہوئی۔

مجھے پھولوں کا ایک بڑا گلدستہ پکڑے دیکھ کر حضور انور نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

''اتنا بڑا پھولوں کا گلدستہ اگر کسی کو ملا ہو تو خوشی اور فرحت سے نیند نہیں آتی۔''

لفٹ میں موجود جملہ احباب حضور انور کے لطیفہ سے خوب محظوظ ہوئے۔

حضور انور توحید کا پیغام پھیلاتے ہوئے

بعد ازاں حضور انور کو اس مقبرہ کے مین حصہ میں لے جایا گیا جہاں وائس چیف پریسٹ Shigehiro Miyazaki نے آپ کا استقبال کیا جن کی پورے جاپان میں بہت عزت و تکریم کی جاتی ہے۔انہوں نے حضور انور کی میزبانی کا موقع ملنے کو بہت بڑی سعادت اور باعثِ شرف قرار دیا۔

محترم وائس چیف پریسٹ نے حضور انور کو مین عبادت گاہ کا حصہ دکھایا اور جنگل بھی دکھایا اور مقبرہ کی ہریالی بھی دکھائی۔انہوں نے بتایا کہ شنٹو عقائد کے مطابق نیچر خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

(شنٹو احباب) قدرتی وسائل جیسے پانی، درخت اور ہوا کو خدا مانتے ہیں اور کسی حد تک ان عناصر کو kami نامی خدا کے طور پر تصور کرتے ہیں۔ یہ سننے پر حضور انور نے فرمایا:

''خدا کی بنائی ہوئی قدرتی خوبصورتی اور ہریالی کو دیکھ کر یہ ہمیں ایک خدا کی بڑائی کی طرف توجہ دلاتی ہیں، جو پوری کائنات کا رب ہے۔ جملہ قدرتی عناصر اور مناظر اس کی یکتائی کا ثبوت ہیں۔''

بعد ازاں حضور انور کو ایک لکڑی کے چھوٹے سے ٹکڑے پر کچھ تحریر فرمانے کی درخواست کی گئی جس کو دیگر مہمانان کے میسجز کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔

اپنے پیغام میں حضور انور نے مکرر خدا کی واحدانیت کی وضاحت فرمائی اور یہ بھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جملہ قدرتی اشیاء کا منبع ہے۔ جہاں آپ نے سورۃ نور کے حوالہ سے تحریر فرمایا کہ آیت 36 میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ ''اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے۔''

Emperor Meiji کے بارے میں حضور انور نے تحریر فرمایا کہ:

''اللہ Emperor Meiji کو ملک اور پوری دنیا کے لئے امن عامہ کے لئے کئے گئے کاموں کی وجہ سے بہترین جزا عطا فرمائے۔''

حضور انور کی حسِ مزاح کی ایک مثال

اس شام نماز مغرب وعشاء ہوٹل میں ایک میٹنگ روم میں ادا کی گئیں۔ نمازیں ادا کرنے کے بعد حضور انور لفٹ کے منتظر تھے اور اس دوران آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا جبکہ حاضرین میں آپ کے سیکیورٹی گارڈز، مکرم منیر جاوید صاحب اور خاکسار شامل تھے۔ ایسا ہوا کہ حضور انور نے ہمایوں صاحب کا واقعہ سنایا جو خاکسار نے اپنی ڈائری میں لکھا تھا جو حضور انور کے دورہ ہالینڈ اور جرمنی کے بارے میں تھی جو اکتوبر میں ہوا تھا۔

میں نے لکھا تھا کہ کس طرح جرمنی میں ہمایوں صاحب ہماری اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے جبکہ منیر جاوید صاحب اور خاکسار پچھلی سیٹ پر تھے۔ہمارے ڈرائیور مکرم ناصر امینی صاحب نے (ہمایوں صاحب سے) پوچھا کہ (سامنے سے) کوئی گاڑی تو نہیں آرہی۔جس پر ہمایوں صاحب

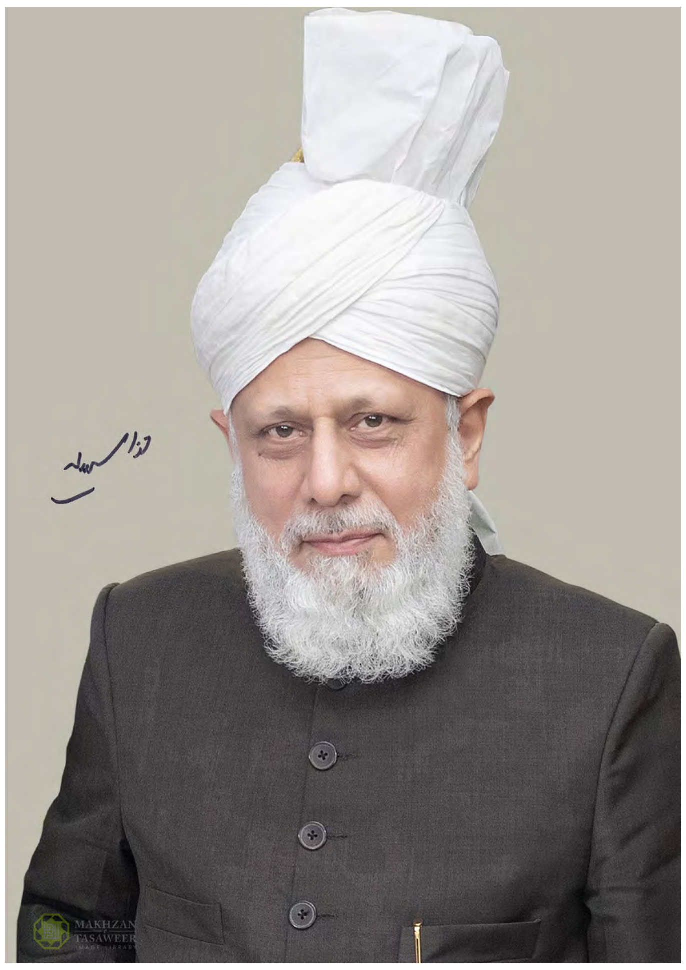

نے پورے اعتماد سے کہا کہ نہیں۔تو ناصر صاحب نے گاڑی سائیڈ سے آگے نکالنی چاہی اس خیال سے کہ راستہ صاف ہے۔ اور ہم ایک بہت بڑے ٹریکٹر سے حادثہ میں بال بال بچ گئے۔اس پر ہمایوں صاحب نے کہا کہ آپ نے گاڑی کا پوچھا تھا مگر یہ تو ٹریکٹر تھا۔اس واقعہ کو حضور انور نے ہمایوں صاحب کی موجودگی میں بھی سنایا جبکہ حضور تبسم فرما رہے تھے اور لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جب ہم لفٹ میں داخل ہوئے تو حضور انور نے میرا بازو پکڑ کر مجھے پاس کیا اور فرمایا ''مجھے نہیں لگتا کہ ہمایوں کو تمہارے ساتھ کوئی دشمنی ہے لیکن ہو سکتا ہے منیر جاوید (صاحب) سے ہو۔''

ہم سب نے قہقہہ لگایا یہ جانتے ہوئے کہ سیکیورٹی ٹیم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب (منیر جاوید صاحب) کو رپورٹ کرتی ہے۔ دونوں ہمایوں صاحب اور منیر صاحب بھی خوب محظوظ ہوئے۔

یہ ایک نہایت مشفقانہ لمحہ تھا اور اس بات کی مثال تھی کہ کس طرح حضور انور اپنی محبت اور حسِ مزاح سے اپنے ساتھ سفر کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔

Tokyo ٹرین اسٹیشن پر حضور انور کے ساتھ چہل قدمی

18 نومبر کی صبح حضور انور اور دیگر قافلہ کے ممبران نے بلٹ ٹرین کے ذریعہ Nagoya سے Tokyo کا سفر اختیار کیا۔ جہاں جاپان میں ہمارے مرکزی ہیڈ کوارٹرز ہیں۔

ہم Tokyo ٹرین اسٹیشن پر صبح 10 بج کر 35 منٹ پر پہنچے لیکن ہماری ٹرین 11 بج کر 27 منٹ پر آئی۔جس دوران خالہ سبوحی انتظار گاہ میں تشریف فرما تھیں اور حضور انور اسٹیشن کے اندر چہل قدمی فرماتے رہے۔حضور انور نے ایک سیاہ اچکن زیب تن کی ہوئی تھی اور بہت

وجیہہ لگ رہے تھے۔ چہل قدمی کے دوران حضور انور نے مجھے پاس بلایا اور یوں اگلے 20 منٹ خاکسار آپ کے ساتھ چہل قدمی کرتا رہا۔

ایک موقع پر حضور انور نے نوجوان جاپانی سکول کے بچوں کو ٹرین اسٹیشن عبور کرتے دیکھا۔ انہیں دیکھنے پر حضور انور نے فرمایا کہ وہ نہایت اطمینان سے اور جوڑا جوڑا بن کر دلکش انداز سے چل رہے ہیں، ایک کے بعد دوسرا۔ حضور انور نے فرمایا کہ انہوں نے ہلڑ بازی نہیں مچائی ہوئی لیکن نہایت اچھے اور مہذب انداز میں چل رہے ہیں۔ نیز فرمایا کہ نوجوان جاپانی بھی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔

اس گروپ کے پیچھے چند نوجوان اسکول کی لڑکیاں بھی تھیں جو لڑکوں کے پیچھے چل رہی تھیں اس منظر کو مشاہدہ کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا:

''اگر یہ مسلمان ہوتے تو لوگ کہتے کہ یہ مسلمان لڑکیوں کو ادنیٰ سمجھتے ہیں اور انہیں لڑکوں کے پیچھے چلنے کا کہتے ہیں۔ لیکن یہاں جاپان میں اسے بالکل نارمل تصور کیا جاتا ہے۔''

میں نے عرض کی کہ چند دیگر احباب نے بھی اکتوبر میں ہالینڈ اور جرمنی کی ڈائری پڑھی ہے۔ جس پر حضور انور نے فرمایا:

''اس ڈائری میں تم نے لکھا تھا کہ میں نے قصر (نماز) ادا نہیں کی جس دوران میں ہالینڈ میں تھا، تاہم تم نے یہ نہیں لکھا کہ میں نے جرمنی میں اپنے پانچ روزہ قیام کے دوران قصر (نمازیں) ادا کی تھیں۔''

حضور انور نے بجا فرمایا تھا۔ میں اس حصہ کو شامل کرنا بھول گیا تھا کہ جس دوران ہالینڈ میں قیام کے دوران حضور انور نے قصر (نمازیں) ادا نہیں فرمائیں جبکہ آپ جرمنی اور جاپان میں قصر ادا فرماتے رہے۔

میں نے یہ بھی عرض کیا کہ جرمنی میں خاکسار نے مکرم مرزا کریم احمد صاحب کا انٹرویو بھی کیا تھا لیکن اس وقت مجھے یہ علم نہ تھا کہ وہ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ہیں۔

اس پر حضور نے مجھے بازو سے پکڑا اور فرمایا:

''میں نے دیکھا تھا کہ تم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ میرے رشتہ دار ہیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ شاید تم نے کسی مصلحت کے تحت ایسا نہ کیا ہو۔''

نیز فرمایا:

''کریم (صاحب) میرے فرسٹ کزن ہیں اور تمہاری خوش دامن (کوکو) صاحبہ کے بھی فرسٹ کزن ہیں۔''

حضور انور سے یہ سن کر میں خوب ہنسا کہ جرمنی میں جس دوست کا میں نے انٹرویو کیا تھا وہ میری خوش دامن صاحبہ (امۃ الکریم کوکب) کے قریبی رشتہ دار تھے اور نہ مجھے ان کا تعارف تھا اور نہ انہیں میرا تعارف تھا۔

حضور انور نے میرے سے یہ بھی استفسار فرمایا کہ کیا گزشتہ شام میں دس مختلف ڈشوں والے ڈنر سے لطف اندوز ہوا تھا۔ جس پر میں نے عرض کی کہ میں خوب لطف اندوز ہوا تھا۔ حضور انور نے مزید فرمایا:

''میں نے اپنے میزبان Dr: Sata کو بتایا ہے کہ اگلی مرتبہ جب وہ لندن آئیں گے تو مجھے ان کے اعزاز میں بارہ مختلف ڈشوں والا ڈنر دینا ہوگا۔''

اس پر میں خوب محظوظ ہوا لیکن حضور انور کے تبصرہ سے یہ حقیقت عیاں تھی کہ آپ کس قدر عاجز اور اپنے میزبان کی مہمان نوازی سے بڑھ کر اس کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

خالہ سبوحی کے لئے حضور انور کی تکریم اور خیال رکھنا

ایک موقع پر حضور انور نے احمد بھائی کو بلایا اور استفسار فرمایا کہ پلیٹ فارم کا راستہ کتنی دوری پر ہے۔ احمد بھائی نے بتایا کہ دو راستے ہیں۔ اس پر حضور انور نے انہیں دونوں راستوں کی پیائش کرنے کا ارشاد فرمایا نیز فرمایا کہ ہم سب سے چھوٹا راستہ لیں گے تا کہ خالہ سبوحی کو کم سے کم چلنا پڑے۔

اپنی اہلیہ کے لئے حضور انور کی تکریم اور خیال رکھنا نہایت عیاں ہے اور یہ اس کی ایک اور مثال تھی۔ گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے خالہ سبوحی کے لئے لمبے عرصہ کے لئے چلنا مشکل ہے اس لئے حضور انور ہمیشہ خیال رکھتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا راستہ اختیار کیا جائے۔ جب دونوں اکٹھے چل رہے ہوں تو حضور انور ہمیشہ اپنی رفتار کم کر لیتے ہیں تا کہ آپ خالہ سبوحی کے ساتھ یا ان کے ذرا پیچھے چل سکیں۔

جب میں یہ دیکھتا ہوں تو مجھے چند سال قبل کا ایک واقعہ یاد آ جاتا ہے جب مالہ اور میں مسجد فضل لندن کے قریب چہل قدمی کر رہے تھے۔ حضور انور نے ہم دونوں اکٹھے چلتے دیکھا اور بعد ازاں مجھے مخاطب ہو کے فرمایا:

''میں نے اپنی کھڑکی سے تمہیں اور مالہ کو چلتے دیکھا تھا لیکن تم ان سے آگے چل رہے تھے بجائے اس کے ساتھ چلنے کے، جیسا کہ تمہیں چلنا چاہئے تھا۔ اگر وہ کچھ آہستہ چلتی ہے تو تمہیں بھی آہستہ چلنا چاہئے۔''

چند احمدی احباب کے جذبات کی عکاسی

اس شام حضور انور جب مسجد میں تشریف لائے تو فیملی ملاقاتوں کا آغاز فرمایا۔ جیسا کہ کئی احمدی احباب دیگر ممالک سے سفر کر کے آئے تھے خاص طور پر انڈونیشیا اور ملائیشیا سے۔ صرف جاپان کے احمدی احباب کو حضور انور سے ملاقات کی سعادت نہیں مل رہی تھی بلکہ دیگر ممالک کے احمدی احباب بھی یہ سعادت پا رہے تھے۔

جب حضور انور احمدی احباب سے ملاقات فرماتے ہیں تو میں چند ایسے احمدیوں سے خود ملاقات کرتا ہوں اور ان کے اس تجربہ کی روداد سنتا ہوں۔

ایک احمدی دوست جس کو میں ملا وہ ایک نوجوان احمدی دوست تھے جن کا نام منیب احمد شاہ بعمر 21 سال تھا اور ان کا تعلق انڈونیشیا سے تھا۔ اپنے سفر کے بارے میں منیب صاحب نے بتایا کہ مجھے یہاں آنے کے لئے چھ گھنٹے کی فلائیٹ لینی پڑی اور میرا مقصد تھا کہ حضور انور سے ملاقات ہو سکے۔ دراصل مجھے یہاں آنے کے لئے اپنی جاب سے استعفیٰ دینا پڑا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حضور انور کو دیکھنے کی برکت سے مجھے واپسی پر اس سے بہتر نوکری مل جائے گی۔

بعد ازاں میری ملاقات انڈونیشیا کے ایک بہت ہنس مکھ اور ملنسار دوست مکرم عبد الکافی بعمر 64 سال سے ہوئی۔ دوران ملاقات وہ مسکراتے رہے اور ہنستے رہے اور یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ وہ کس قدر خوش ہیں کیونکہ انہیں کئی سال کے بعد حضور انور سے ملاقات کی سعادت ملی تھی۔ مکرم عبد الکافی صاحب نے بتایا کہ:

''جب بھی میں حضور انور سے ملاقات کرتا ہوں تو میرے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ اور میں خوشی اور پریشانی کی درمیانی کیفیت میں ہوتا ہوں۔ میں عام طور پر بہت زیادہ بولتا ہوں۔ لیکن جب میں حضور انور کے سامنے ہوتا ہوں تو بولنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ میں آپ کی وجاہت اور حکمت سے بے حد متاثر ہوتا ہوں۔ ہمارے خلیفہ نہایت شفیق اور نرم خو ہیں اور آپ سے ملاقات کی سعادت اللہ کا خاص فضل ہے۔ کیونکہ آپ کو دیکھنے سے مجھے زیادہ بہتر رنگ میں احساس ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔''

میری ملاقات انڈونیشیا کے ایک احمدی دوست مکرم عبد الناصر صاحب بعمر 40 سال سے ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ:

''میں نے 3000 کلومیٹر کی مسافت طے کی ہے اور میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ میرا مقصد صرف حضور انور سے ملاقات ہے اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا ہے۔ میری اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ حضور انور سے ملاقات کے چند لمحات نے میری زندگی بدل دی۔ ہم جو انڈونیشیا میں رہتے ہیں اپنے تئیں محروم سمجھتے ہیں کیونکہ حضور انور ہمارے ملک کا سفر اختیار نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم نہایت جوش و خروش سے دعا کرتے ہیں کہ حالات بہتر ہوں تا کہ ہمارے خلیفہ ہمارے پاس تشریف لا سکیں۔''

(حضور انور کا دورۂ جاپان نومبر 2015ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

اعلان دعا

مکرم ثوبان شمروز یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم چوہدری خالد محمود باجوہ ابن چوہدری بشیر احمد باجوہ حال مقیم جرمنی مورخہ 8/ نومبر 2022ء سے جرمنی میں زیر علاج ہیں۔

مورخہ 8/ نومبر کو انہیں دل کا حملہ ہوا جس کے بعد جرمنی کے ایک ہسپتال منتقل کیا گیا۔ وہاں انجیو پلاسٹی کے دوران دل نے کام کرنا چھوڑ دیا تب سے تا حال وینٹیلیٹر پر ہیں۔ ڈاکٹرز کے مطابق دل بہت زیادہ کمزور ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ گردوں کا بھی مسئلہ بن گیا ہے، ڈائلاسز ہو رہے ہیں۔ والد صاحب اس وقت کوما کی حالت میں ہیں۔ ڈاکٹرز کے مطابق حالت بہت خراب ہے۔

پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قارئین کی خدمت دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور خاکسار کے والد محترم کو معجزانہ شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین۔

سانحہ ارتحال

مکرم اقبال احمد نجم۔ لندن سے یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں۔

خاکسار کے بھائی مکرم افضال احمد تبسم 6 نومبر 2022ء کو فضل عمر ہسپتال میں انتقال کر گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ چند سال سے مرکز احمدیت میں مقیم تھے۔ بیماری کے سبب ہسپتال میں داخل تھے۔ مورخہ 7 نومبر کو آپ کی نماز جنازہ اور تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپ نے فوج اور پولیس میں خدمات سرانجام دیں۔ 1965ء کی جنگ میں مادر وطن کا دفاع کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

علامہ ایچ۔ ایم۔ طارق

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا عبرتناک انجام اور ’’فتح عظیم‘‘ تک کا سفر

الہامات حضرت مسیح موعودؑ بابت ڈوئی کی روشنی میں

’’ہے کوئی جو خدائے وہاب کی طرف سے آنے والی اس فتح عظیم کو دیکھے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

قسط 1

امسال اس عاجز کو بھی برکات خلافت کے طفیل ذاتی طور پر امریکہ کا سفر کرنے کی توفیق ملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت ومنظوری سے ڈاکٹر ڈوئی کے شہر زائن میں آپ کی تشریف آوری پر مسجد فتح عظیم کی تاریخی افتتاحی تقریب میں بھی شرکت کی سعادت پائی۔ مجھے مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ امریکہ کا بھی دلی شکریہ ادا کرنا ہے۔ جن کی خصوصی دعوت پر مسجد کی تاریخی تقریب کے علاوہ بیت الاکرام ڈیلس امریکہ کے افتتاح میں بھی شمولیت کی توفیق ملی۔

افتتاح مسجد فتح عظیم کا غیرمعمولی واقعہ جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ ایک سنگ میل کے طور پر یاد رکھا جائیگا کیونکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ڈاکٹر ڈوئی کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کی تکمیل سے تعلق رکھتا ہے جو خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں پوری ہونی مقدر تھی اور جو صاحب عقل اور اہل بصیرت کے لیے ازدیاد ایمان کا بہت بڑا نشان ہے۔

یوں تو کُلَّ یَوۡمٍ ہُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (الرحمٰن: 30) کے مطابق ہر روز ہی اللہ تعالیٰ کی ایک نرالی شان دنیا میں جلوہ گر ہورہی ہوتی ہے۔ مگر دنیادار ظاہر بین اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

اب شق قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہوجانے کا نشان رسول اللہؐ کی صداقت کا کتنا عظیم الشان نشان تھا۔ مگر اس زمانہ کے فرعون ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے اعراض کرتے ہوئے کہہ دیا کہ یہ تو جادو کا ایک سلسلہ ہے۔ (القمر: 3)

یہی حال اس زمانہ میں ہوا جب وقت کا امام مسیح و مہدی نشانوں کے جلوں میں چودہویں صدی میں آیا تو کتنے ہی نشان ظاہر ہوئے۔ دمدار ستارہ، شہب ثاقبہ، رمضان میں چاند سورج گرہن کے روشن نشان (1894ء میں مشرقی دنیا میں تو 1895ء میں مغربی دنیا میں) کے علاوہ قحط، طاعون اور غیرمعمولی زلازل کے انذاری نشان بھی دنیا نے دیکھے مگر قبول کرنیوالے صاحب بصیرت کم ہی نکلے۔

رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا ایک اور عظیم نشان دشمن اسلام ابوجہل اور اس کی قوم کا آپ سے مباہلہ بھی تھا جس نے خود اپنے حق میں بددعا کرتے ہوئے کہا کہ ’’اے اللہ! اگر یہ شخص (محمدؐ) تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا ہم پر دردناک عذاب لے آ۔‘‘ (الانفال: 33) پھر جلد ہی میدان بدر میں سنگریزوں کی بارش کے عذاب سے اپنے چوبیس سرداروں سمیت ہلاک ہوکر اسلام کی صداقت پر مہر ثبت کر گیا۔

ایک ایسا ہی نشان رسول اللہؐ کے غلام مسیح و مہدی کے زمانہ کے لیے بھی مقدر تھا جس کا اشارہ رسول اللہ ﷺ نے کسر صلیب اور قتل خنزیر کی پیشگوئی میں بھی فرما دیا تھا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 513)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور فرمودات کی روشنی میں اسی عظیم نشان کی خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہونیوالی تکمیل کا ذکر یہاں مقصود ہے۔

اسلام کی فتح عظیم کا یہ نشان امریکہ کے شہر شکاگو سے 40 میل کے فاصلہ پر زائن شہر کے بانی، صلیبی مذہب کے علمبردار معاندِ اسلام ڈاکٹر ڈوئی سے مقابلہ دعا کے بعد اس کی عبرتناک موت پر 9/ مارچ 1907ء کو اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی کو عطا ہوا تھا۔ جب ایک طرف عیسائیت کے ایک علمبردار کی شکست سے صلیب پاش پاش ہوئی تو دوسری طرف قتل خنزیر کی رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ لفظ خنزیر میں یہی اشارہ تھا کہ اس ناپاک شخص کو اچھی باتیں بری لگتی تھیں اور شرک کی نجاست اور جھوٹی باتیں پسند تھیں۔

(ملخص از ضمیمہ حقیقۃ الوحی، الاستفتاء اردو ترجمہ صفحہ 163)

یہ کیسا تاریخی دن تھا جب ایک سو پندرہ برس بعد 30/ ستمبر 2022ء کو شہر زائن (صیہون) میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد فتح عظیم کا افتتاح فرمارہے تھے۔ اس عالمی نشان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’’موجب فتح عظیم‘‘ قرار دیا تھا، اسی مناسبت سے جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی اس مسجد کا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ’’مسجد فتح عظیم‘‘ منظور فرمایا۔

اس بارہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر امریکہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مجلس عاملہ امریکہ نے حضور انور کی طرف سے موصولہ مسجد کے تین ناموں میں سے اس نام ’’فتح عظیم‘‘ کے حق میں بالاتفاق رائے دی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب موصوف کو ملاقات پر فرمایا کہ یہ مشکل نام ’’فتح عظیم‘‘ جو آپ لوگوں نے پسند کیا ہے وہی رکھ لیں اور یوں یہ ایک تاریخ ساز نام بن گیا۔ کیونکہ ایک صدی قبل ہندوستان سے ہزاروں میل دور جب امریکہ کے اس گوشہ میں ظاہر ہونے والے ایسے عظیم نشان کی عظمت واہمیت کا اندازہ مکانی وزمانی بُعد اور فاصلوں کے باعث اہل مشرق کو کماحقہ نہیں ہوسکتا تھا اس وقت حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اس نشان کو ایشیا، امریکہ، یورپ اور ہندوستان سب کے لیے ایک کھلا کھلا نشان قرار دیا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 511)

روشن نشانِ عظیم کی تکمیل

اور خلیفۃ المسیح کا زائن میں ورودِ مسعود

ڈاکٹر ڈوئی کے عبرتناک انجام کے 115 برس بعد اس نشان کی تکمیل مسجد فتح عظیم کے افتتاح کی صورت میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں مقدر تھی جس کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام آباد برطانیہ سے ہزاروں میل کا طویل سفر طے کرکے 26/ ستمبر کو شکاگو

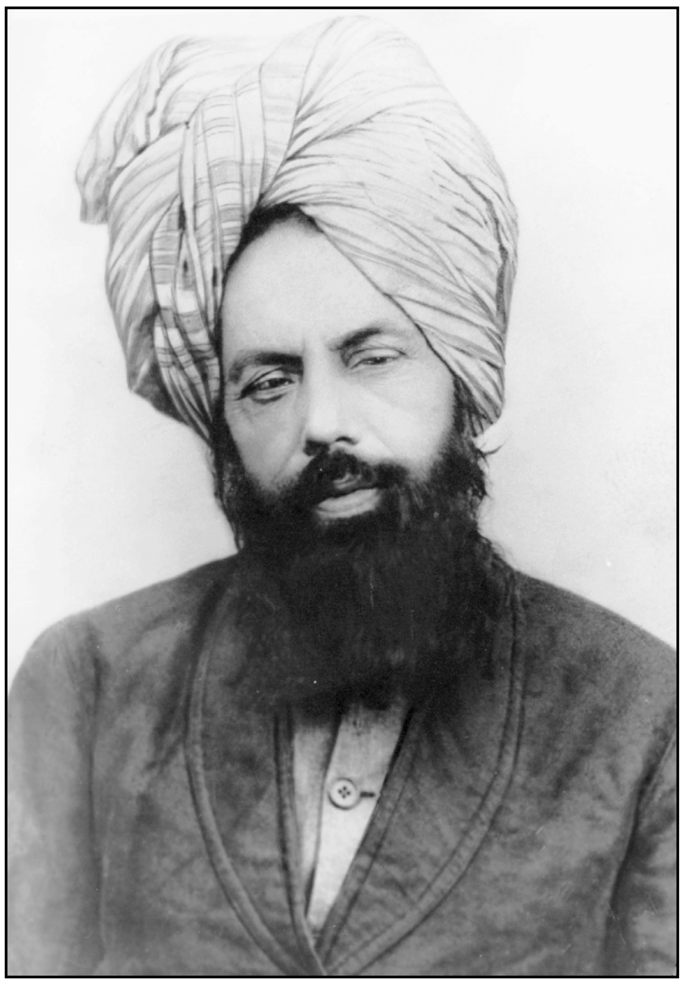

تشریف لائے۔ مگر امریکہ کے اڑھائی ملین آبادی کے اس تیسرے بڑے پُررونق شہر شکاگو کے کسی ہوٹل یا جماعت شکاگو کے گیسٹ ہاؤس میں قیام کی بجائے 40 میل دور زائن کے 25 ہزار آبادی کے قصبہ کے مربی ہاؤس میں رہائش کو ترجیح دی تا کہ دعاؤں کے روحانی مقابلہ کی تکمیل کے اس موقع پر جب ڈاکٹر ڈوئی کے شہر کو احمدیت کی آغوش میں لانے کے لیے وہاں ایک مسجد تعمیر ہوچکی ہے آپ نے بنفس نفیس وہاں قیام فرما کر اپنی دعائیں انتہا تک پہنچائیں۔

چنانچہ زائن میں ایک ہفتہ قیام کے دوران یہ مقام ایک قلعۂ دعا بنا رہا۔ حضور انور باوجود گلے میں سوزش کے سبب ناسازیٔ طبع کے بلاناغہ مسجد فتح عظیم میں تشریف لاکر پنجگانہ نمازوں کی امامت فرماتے رہے اور آپ کی اقتداء میں سینکڑوں دعائیں کرنے والوں کی دعاؤں کا ایک شور زائن کی بستی میں برپا رہا جو یقیناً عرش الٰہی تک شرف قبولیت پاتی رہی ہوگی۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر ڈوئی سے روحانی مقابلہ دعا کے بعد ایک دفعہ پھر 2/ فروری 1903ء کے الہام حضرت مسیح موعودؑ سُمِعَ اللّٰہُ دُعَآءَ (تیری دعا سنی گئی) کے پورا ہونے کے سامان فرمادیئے۔

منارۃ المسیح کی طرز پر مینار فتح عظیم

زائن تشریف آوری سے اگلے روز حضور نے مسجد فتح عظیم کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس تاریخی مسجد فتح عظیم کے عالی شان مینار کی بنیاد رکھی۔ شہر کی انتظامیہ کی طرف سے مسجد کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرز پر 70 فٹ اونچا منارہ تعمیر کرنے کی بھی منظوری ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس نشان عظیم کو مختلف رنگوں میں پورا ہوتے دیکھ کر آپؑ کے یہ مبارک اشعار بے ساختہ زبان پر آتے ہیں:

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کردیئے اونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے زائن میں اپنے خطبہ جمعہ 30/ ستمبر میں مسجد فتح عظیم کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے اس عالمی نشان کی تکمیل کے حوالہ سے فرمایا کہ:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام... نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر ڈوئی کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی تھی... کہ یہ نشان جس میں فتح عظیم ہوگی عنقریب ظاہر ہوگا۔ (ماخوذ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 511 حاشیہ) اور دنیا نے دیکھا کہ پندرہ بیس دن کے اندر ہی اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا اور بڑی ذلت سے ہلاک کر دیا... آج اس کا اگلا قدم ہے جو اس شہر میں ہم مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں۔ آپ کے الہام کے ایک حصہ کو ہم نے تقریباً ایک سو پندرہ سال پہلے پورا ہوتے دیکھا اور اس کا اگلا قدم ہم آج پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30/ ستمبر 2022ء)

یہ بات اگرچہ مزید کسی تائیدی ثبوت کی محتاج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنے بندوں کی تائید وتسلی اور تسکین قلب کے لیے بعض اشارے فرما دیتا ہے۔

اس عاجز کو بھی 30/ ستمبر 2022ء کو افتتاح مسجد فتح عظیم کے تاریخی موقع پر سینکڑوں سعادت مندوں کے ساتھ حضور کی اقتداء اور معیت میں خطبہ جمعہ سے پہلے اور اس دوران خاص دعاؤں کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ

اس سے اگلے روز شام معزز مہمانان کو اس افتتاحی تقریب کے عشائیہ پر مدعو کیا گیا تھا۔ یکم اکتوبر کی صبح خواب میں دیکھا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو عمامے یعنی دوہری پگڑی پہنی ہوئی ہے۔ آپ کی سفید پگڑی کے اوپر ایک اور پگڑی ہے۔ جس کا ایک پلّو گردن کے پچھلی طرف سے آپ کی سفید پگڑی میں پیوست ہو رہا ہے۔ اوپر کی پیوند شدہ پرانی پگڑی کا سفید رنگ وقت گزرنے سے کریم کلر سا ہو چکا ہے۔ میں خواب میں ہی خوشگوار حیرت سے کہتا ہوں کہ یہ پرانی پگڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پگڑی ہے اور ہمارے حضور نے دو پگڑیاں پہنی ہوئی ہیں۔

یہ خواب اسی روز زائن میں حضور انور کی خدمت میں تحریراً پیش کر دی تھی۔ جو کسی تعبیر کی محتاج نہیں خصوصاً مسجد فتح عظیم کی ہفتہ کے روز ہونیوالی تقریب کے موقع پر یہ نظارہ دکھایا جانا صرف معنی خیز ہے بلکہ اس میں بھی ڈاکٹر ڈوئی کے نشان کی تکمیل بصورت مسجد فتح عظیم کا بھی اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

علامہ ابن سیرین کی تعبیر الرؤیا کے مطابق خواب میں ایک پگڑی کا دوسری پگڑی سے جُڑنا قوت و قدرت اور غلبہ و تسلط میں اضافہ سے عبارت ہے۔

(تفسیر الاحلام جزء1 صفحہ 249 مطبوعہ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی 1940ء)

اس لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی پگڑی کا ہمارے موجودہ امام کی پگڑی میں جڑا ہونا تو بہت ہی بابرکت معنی رکھتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی پگ عزت کی علامت سمجھی جاتی ہے اور ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت سے دو ماہ قبل جنوری 1907ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو ایک الہام یہ ہوا کہ ’’عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کروں گا۔‘‘

نیز اس کے معاً بعد جنوری 1907ء میں ہی حضورؑ نے اپنی ایک رؤیا تحریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 584)

پس خلافت احمدیہ کا یہ پانچواں نگینہ بھی حضرت بانی جماعت احمدیہ کی انگشتری سے مکمل پیوست ہوکر آپ کی غیرمعمولی برکات حاصل کرنیوالا ہے۔ جس کی ظاہری علامت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے وہ دو انگوٹھیاں بھی ہمارے پیارے امام کو نصیب فرمائی ہیں یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی ’’الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ‘‘ والی انگوٹھی اور دوسری ’’مولیٰ بس‘‘ والی انگشتری۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حسن اتفاق کہ ملاحظۂ نمائش زائن امریکہ کے دوران ایک موقع پر حضور انور نے بعض تبرکات حضرت مسیح موعودؑ دیکھ کر اپنی انہی دونوں انگوٹھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’میرے ہاتھ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے دو تبرکات ہیں‘‘۔ حضور انور نے اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی دونوں انگوٹھیوں ’’الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ‘‘ اور ’’مولیٰ بس‘‘ کی طرف اشارہ کیا۔ تب نمائش کے مدار المہام مکرم انور محمود صاحب نے بے اختیار دیوانہ وار ایک عالم وارفتگی میں ان انگوٹھیوں کو چوم لیا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

جہاں تک ڈاکٹر ڈوئی کے 115برس سے جاری عبرتناک انجام کا تعلق ہے وہ احمدیت کی ایسی فتح عظیم ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں ’’روشن نشان‘‘ بھی قرار دیا گیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 702)

الٰہی تقدیر کے مطابق اس عظیم نشان کی تکمیل خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہونی تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ کی قیصر و کسریٰ کی فتوحات اور ان کے خزانے ملنے کی پیشگوئی مسلمانوں کو آپ کے خلیفۂ برحق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پوری ہوئی۔

1902ء میں امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی کے بطور ایلیا ثانی اور علمبردار عیسائیت کو پھیلانے اور اسلام کو مٹانے کے بلند وبانگ دعاوی سامنے آئے تو دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے علم پاکر حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اسے مباہلہ یعنی دعا میں مقابلہ کا چیلنج دیا اور فرمایا کہ وہ دعوت مباہلہ قبول کرے یا نہ کرے بہرحال جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 509)

ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے پرچہ لیوز آف ہیلنگ 19/ دسمبر 1902ء میں لکھا کہ ’’میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 509)

ڈاکٹر ڈوئی کی آواز میں تعلّی کی ایک شہادت

خاکسار کو ایلانوئے بیچ ہوٹل میں قیام زائن کے دوران مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب امریکہ نے آرکائیو سے حاصل شدہ ڈاکٹر ڈوئی کی وہ آواز بھی سنائی جس میں ڈوئی کی تکبر وتعلّی سے دنیا کے ساٹھ ممالک میں کرسچن کیتھولک چرچ کے پھیل جانے کا ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ بھی فرماتے ہیں:

’’ڈوئی نامی شخص امریکہ کے متمول عیسائیوں اور متکبر پادریوں میں سے ایک تھا اور اس کے ساتھ قریباً ایک لاکھ مرید تھے... وہ ابن مریم کی الوہیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ اپنی رسالت اور نبوت کا مدعی بھی تھا... وہ روز بروز شہرت، مال اور ماننے والوں کی تعداد میں بڑھ رہا تھا اور وہ گداگروں کی طرح ہونے کے بعد بادشاہوں جیسی زندگی بسر کرنے لگا... اور اس نے زمین میں فرعون کی طرح سرکشی کی اور موت کو بھول گیا... اس کے پاس ڈھیروں ڈھیر دولت لائی جاتی یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ بادشاہ ہے جو بادشاہوں کی طرح شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا ہے اور جب اس کی دولت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تو وہ اپنے نفس امارہ کا مطیع ہو گیا اور اس نے اسے پاک نہ کیا اور اس نے شیطان کے بہکانے سے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر دیا...

اور میں نے اس مفتری (ڈوئی) سے کہا کہ اگر تو میری اس دعوت مباہلہ کے بعد بھی مباہلہ نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ جس نبوت کا تو نے اللہ پر افترا کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے اس سے توبہ نہیں کرے گا تو یہ مت سمجھنا کہ اس حیلہ سے تو بچ جائے گا بلکہ اللہ انتہائی ذلت کے ساتھ شدید عذاب سے تجھے ہلاک کرے گا اور تجھے رسوا کرے گا اور تجھے افترا کی سزا کا مزا چکھائے گا...

یہ مباہلے کا معاملہ کوئی ڈھکا چھپا اور مخفی امر نہ تھا بلکہ زمین کے مشرق، مغرب اور دنیا کے تمام اکناف میں شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً اس کی اشاعت کی گئی...

میری دعوت مباہلہ سے قبل یہ شخص بڑی دولت کا مالک تھا۔ میں اس کے خلاف یہ دعا کرتا تھا کہ اللہ اسے ذلت، خواری اور حسرت کے ساتھ ہلاک کرے...

جب اللہ نے اپنی تقدیر نازل فرمائی تا کہ وہ اس کی تصدیق کرے جو میں نے اس کی زندگی کے انجام کی نسبت کہا تھا تو اس کے عیش اور مسرتوں کا زمانہ پلٹ گیا اور اللہ نے اسے رنج و الم کا درد دکھایا... تمام تر ذلت اور رسوائی کے بعد اسے سر سے پاؤں تک فالج ہو گیا... پھر اسے جنون لاحق ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں اس کی گفتگو ہذیان اور حرکات وسکنات میں بے چینی غالب آگئی اور یہ اس کی انتہائی رسوائی تھی۔ پھر طرح طرح کی حسرتوں کے ساتھ اسے موت نے آن لیا۔‘‘

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، الاستفتاء اردو ترجمہ صفحہ 149-170)

الغرض یہ روحانی مقابلہ دعا پانچ سال تک دنیا کے اخبارات کی زینت بن کر شہرت پاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے 1907ء میں ڈاکٹر ڈوئی کے عبرتناک انجام سے اس نشان کو دنیا میں روشن کر دیا۔

اس موقع پر حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ڈوئی کے بارہ میں خدائی وعدہ پورا ہونے پر مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے اہل انصاف کو اس نشان پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’پھر جب ہمارے رب کا وعدہ آ گیا تو اچانک ڈوئی مر گیا اور باطل بھاگ گیا اور حق غالب آیا... اور اللہ کی قسم! اگر مجھے سونے یا موتیوں یا یاقوت کا پہاڑ بھی دیا جاتا تو مجھے ہرگز خوش نہ کرتا جیسا اس مفسد اور کذاب کی موت کی خبر نے خوش کیا۔ کیا کوئی ایسا منصف ہے جو خدائے وھّاب کی طرف سے آنیوالی اس فتح عظیم کو دیکھے اور اس پر غور کرے۔‘‘

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، الاستفتاء اردو ترجمہ صفحہ 171)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس نشان کے گواہ کے طور پر اس زمانہ میں دنیا کے مختلف 32 انگریزی اخبارات کے نام مع حوالہ درج کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ’’یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں اس کثرت سے

معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 506-508)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس بات کی صداقت آج خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں یوں ظاہر ہوئی کہ اب تک 160 ایسے اخبارات دستیاب ہو چکے ہیں جو نمائش زائن کی زینت ہیں اور ایسی عمدگی اور خوبصورتی سے دورِ حاضر کی تکنیکی سہولیات کے باوصف نمائش میں کمپیوٹر پر میسر ہیں کہ جس ملک کے نام پر انگلی رکھی جائے وہاں کے اخبارات آپ کے سامنے آ جاتے ہیں۔

یہ ان نشان عالی شان کی تکمیل کا وہ شاندار پہلو ہے جسے الٰہی تقدیر میں خلافت خامسہ سے وابستہ کر دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی یہ بات آپ کے دور میں پوری ہو کر اس نشان صداقت کی عظمت بڑھا رہی ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی کا غرور وتکبر اپنے عروج کے زمانہ میں کسی فرعون سے کم نہ تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس نے زمین میں فرعون کی طرح سرکشی کی۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی،الاستفتاء روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 686)

وہ محمدیٔ مسیح حضرت بانی جماعت احمدیہ کو اپنے مقابل پر مکھی یا مچھر سے بھی حقیر جانتے ہوئے اپنے پاؤں کے نیچے کچل دینے کا دعویٰ کرتا تھا مگر اس کا اپنا انجام کیسا عبرتناک ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم زائن کے ہال میں لگی نمائش ملاحظہ فرماتے ہوئے ڈاکٹر ڈوئی کے عبرتناک انجام کے بارہ میں شواہد اور اخباری تراشے وغیرہ دیکھ کر فرمایا کہ موسیٰ کے زمانہ میں فرعون تھا جس کی ممی Mummy کو محفوظ کیا گیا، آج ڈوئی کے ان نوادرات کو جمع کر کے آپ نے اس نشان کو بھی محفوظ کر دیا ہے۔

(سیدنا حضرت امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورہ امریکہ 2022ء۔ رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب قسط دوم ماخوذ از الفضل آن لائن)

ڈاکٹر ڈوئی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات (1902ء تا 1907ء) کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے جب یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس نشان کی تکمیل کے موقع پر وہ الہام آپؑ کے برحق جانشین کے دور میں ایک بار پھر الٰہی شان کے جلوے دکھا رہے ہیں تو خوشی کی انتہا نہ رہی خصوصاً جب وہ الہامات اور پیشگوئیاں اپنی آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی دیکھیں جن کا ذکر یہاں بطور تحدیث نعمت ضروری ہے۔

عزت واکرام

ڈاکٹر ڈوئی کے بارہ میں الہامات کے ضمن میں ایک الہام 18جنوری 1905ء کو یہ ہوا: ''سنعلیک۔سا کرمك اکراما عجبا''(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 702)یعنی ہم تجھے جلد ہی غالب کریں گے۔عنقریب میں تجھے بزرگی دوں گا جس سے لوگ تعجب کریں گے۔

(تذکرہ صفحہ 441)

یہ الہام بے شک ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت پر بڑی شان سے 115برس قبل 1907ء میں پورا ہوا۔دوبارہ اب 2022ء میں اس نشان کی تکمیل کے موقع پر حضور کے حالیہ دورہ میں بھی امریکہ میں شکاگو ایئرپورٹ پر حضور کے شاندار استقبال والوداع کے وقت غیر معمولی اکرام وعزت کی صورت میں اس الہام کی جلوہ گری ہوئی۔

جس کی تفصیلات حضور کے دورۂ امریکہ کی شائع ہونیوالی رپورٹس مرتبہ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کی قسط اول میں شائع ہوچکی ہیں کہ کس طرح متعلقہ ایئرلائن کے مینیجر اور ایئرپورٹ کے مینیجر اور لوکل پولیس چیف اور وی آئی پی استقبال کے انچارج نے جہاز کے دروازے پر حضور کا استقبال کیا اور ایک خاص پروٹوکول کے ساتھ حضور کو اپنے ساتھ خصوصی لاؤنج میں لائے۔

اور یہ تو صرف اس بابرکت تاریخی سفر کے محض روز اول کا ذکر ہے دراصل اس سارے سفرافتتاح فتح عظیم میں ہی حضور انور کے لیے غیر معمولی عزت و اکرام کے سامان ہوتے رہے۔

زائن سے واپسی کے وقت الوداعی نظاروں کے جذباتی مناظر بھی اپنی مثال آپ تھے۔میں نے بہت قریب سے دیکھا کہ محبّانِ خلافت کیا مرد، کیا عورتیں اور کیا بچے دیوانہ وار اپنے آقا کو دعاؤں سے رخصت کرنے امڈ آئے تھے۔بوقت دعا ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے تو بوقت رخصت ''انی معك یا مسرور'' کے پرجوش نعرے زائن میں گونج رہے تھے۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ امریکہ نے)زائن (شکاگو سے ڈیلس تک سفر کے لیے American Airlines کے ایک چارٹرڈ جہاز ERJ175 کاانتظام کیا تھا۔ جسے شکاگو ایئرپورٹ کے لاؤنج کے سامنے چند قدم پر پارک کیا گیا تھا۔حضور انور کی آمد سے قبل سفر کرنے والے تمام احباب کا سامان جہاز میں لوڈ کیا جا چکا تھا۔کیا خوش قسمت تھے حضور کی معیت میں اس جہاز میں سفر کرنے والے وہ 69احباب جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہاالعالی اور قافلہ کے ممبران کے علاوہ امیر جماعت احمدیہ امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفوراحمد صاحب مع بیگم صاحبہ اور ارکان قافلہ میں امیر صاحب امریکہ کے نائب امراء اور عاملہ کے ممبران، صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ، مختلف جماعتوں کے صدران، مربیان، نیشنل عاملہ کے مختلف سیکرٹریان اور دیگر جماعتی عہدیداران بھی شامل تھے۔

امریکن ایئرلائن کے Eric Adduchio بطور کوآرڈی نیٹر اس سفر میں شامل تھے۔

ان خوش نصیب مسافروں کو جو بورڈنگ پاس مہیا کیا گیا اس پر Khilafat Flight 2022 لکھا ہوا تھا۔فلائٹ کا نمبر KF-2022ء تھا۔بورڈنگ کارڈ کے ایک طرف یہ الفاظ درج تھے:

Ahmadiya Muslim Community USA(100)
1920-2020 Centennial Khilafat Flight in the company of Hazrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih5(aba).

یعنی جماعت احمدیہ امریکہ کے 1920ء تا2020ء کے سوسال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں خلافت فلائٹ۔

جہاز پر سوار ہونے سے قبل، سفر کرنے والے تمام احباب جہاز کے سامنے کھڑے تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر تمام احباب کو اپنے پیارے آقا کے ساتھ گروپ فوٹو کی سعادت نصیب ہوئی۔

(دورہ امریکہ 2022ء قسط 7 رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ماخوذ از الفضل آن لائن)

اور پھر یہ پرواز شکاگو سے ڈیلس کے لیے روانہ ہوئی جہاں ایک اور شاندار استقبال خلیفۃ المسیح کا منتظر تھا۔

مگر اس تمام تر اکرام کے باوجود اس عاجز نے حضور انور کو آپ کے طبعی تواضع وانکسار کے باعث ہمیشہ ان تکلفات سے بے رغبت ہی دیکھا ہے کیونکہ آپ اپنے آقا کے اس مسلک پر قائم ہیں:۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

مگر اس میں کیا شک ہے کہ رضائے باری کا تاج جس کے سر پر رکھا جاتا ہے دنیا بھی اس کے قدموں کے نیچے آجاتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

خاکسار ان جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کہ دنیا کے کسی خاک آلود انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو تمہیں کیا معلوم کہ اس گرد میں چھپا کوئی شہسوار موجود ہو۔

عاجز نے بچشم خود دیکھا کہ مسجد فتح عظیم کی شاندار تقریب افتتاح یکم اکتوبر 2022ء کو بانی زائن ڈاکٹر ڈوئی کے شہر میں برپا ہوئی (جو اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے تھا) آج اسی شہر زائن کا میئر ازراہ عزّت واکرام اسلام کے بطل جلیل حضرت مسیح موعود کے خلیفۂ خامس کی خدمت میں اسی شہر کی کلید پیش کر رہا تھا۔حضور نے بھی ان کا نہایت خوبصورت شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ''**اب یہ چابی محفوظ ہاتھوں میں ہے**''

کیا یہی واقعہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ اس روز کا سرِصلیب حضرت مسیح موعودؑ کے پانچویں خلیفہ کے ذریعہ علمبردار صلیب کے تابوت میں آخری علامتی کیل بھی ٹھونک دیا گیا اور یوں رسول کریم ﷺ کی کسر صلیب کی پیشگوئی ایک رنگ میں پھر پوری ہوئی جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ڈوئی کی عبرتناک انجام سے کسرصلیب کا ایک بڑا حصہ بھی پورا ہوا۔

(ملخص از تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 513)

ایسا ہی ایک اور الہام حضرت مسیح موعودؑ کو ڈاکٹر ڈوئی کی نسبت یہ ہوا تھا کہ ''میں وہ نشان دیکھ رہا ہوں جو عیسائیوں کے کلیسیا کی قوت کو توڑ دے گا۔''

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، الاستفتاء اردو ترجمہ صفحہ 174)

بے شک 115برس قبل بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسرصلیب کا یہ نشان ڈاکٹر ڈوئی سے دعا کے روحانی مقابلہ سے ظاہر ہوا تھا مگر یکم اکتوبر 2022ء کو مسجد فتح عظیم کی تقریب افتتاح میں خود عیسائی زعماء نے آکر اسلام کی فتح کا بزبان حال اقرار کرتے ہوئے شہر کی چابی آپ کے حوالے کر دی جو بلاشبہ اس فتح عظیم کا ایک حصہ ہے۔جس کی یہ مزید دلچسپ تفصیل بھی سامنے آئی کہ میئر شہر نے کلید شہر اس محترم ومعزز مہمان کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل اپنے دیگر ساتھی عیسائی ممبران کی متفقہ رائے سے یہ فیصلہ کیا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا آخر ''فتح عظیم'' کا یہ

واقعہ بمقابلہ عیسائیت اسلام کی حقانیت کا نشان بننے والا تھا۔

پھر میئر شہر نے حضور انور کی خدمت میں ایک استقبالیہ ایڈریس بھی اپنے اور اہل شہر کی طرف سے پیش کیا جس میں جماعت کی خدمات کا اعتراف اور شکریہ ادا کرتے ہوئے برملا اقرار کیا کہ اس جماعت نے اپنے خلیفہ کی بابرکت قیادت میں امن انصاف عالمی انسانی حقوق اور انسانیت کی خدمت کے پیغام کے ساتھ تمام مذاہب کے لوگوں تک رسائی حاصل کی ہے۔ فالحمدللہ

تقریب افتتاح فتح عظیم کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان خلیفہ کے اعزاز و اکرام کے جو سامان اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ فرمائے ان میں ان قابل قدر مہمانوں کے وہ خطاب قابل ذکر ہیں جن کے بغیر یہ مضمون تشنہ رہے گا، جن میں واقعہ ڈوئی کے نشان کو جماعت کی صداقت کا شاہکار قرار دیا گیا۔

ممبر آف ایلانوئس جنرل اسمبلی نے مسجد فتح عظیم کو احمدیوں کی دعاؤں کی فتح کی اس علامت پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا:

”یہ واقعی اس شہر کے لیے ایک خاص دن ہے۔ زائن کی بنیاد پچھلی صدی کے آغاز میں الیگزینڈر ڈوئی نے رکھی تھی۔۔۔ جس کے دروازے اس کے ماننے والوں کے علاوہ باقی ہر ایک کے لیے بند تھے۔۔۔ آج زائن شہر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے پچیس ہزار لوگوں کا گھر ہے۔ یہ مسجد متعصبین کے بارہ میں مومنوں کی دعاؤں کی فتح کی علامت ہے۔ میں احمدیہ مسلم کمیونٹی کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔“

(دورہ امریکہ 2022ء قسط 6 رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب
ماخوذ از الفضل آن لائن)

اس تاریخی موقع پر آنریبل راجہ کرشن مورتی نے خلیفۃ المسیح کے قرار واقعی عزت و اکرام کا اظہار یوں کیا:

”میں عزت مآب خلیفہ اور ان کی کامیابیوں کے بارے میں گھنٹوں بول سکتا ہوں اور میں آپ کی یہاں آمد سے بہت متاثر ہوا ہوں اور آج کا دن تاریخ میں یاد رکھا جائیگا۔“

(دورہ امریکہ 2022ء قسط 6۔ رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب
ماخوذ از الفضل آن لائن)

ڈاکٹر کترینہ (Katrina Lantos Swett) چیئرمین Lantos فاؤنڈیشن فار ہیومن رائٹس اینڈ جسٹس نے حضرت بانی جماعت احمدیہ اور آپ کے خلیفہ کو مباہلہ کی ایک عظیم الشان فتح پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

”یقیناً یہ مسجد جس کا افتتاح ہونے جا رہا ہے جس کا نام فتح عظیم مسجد رکھا گیا ہے اس کا مطلب ہے ایک عظیم الشان فتح ہے کہ اس مباہلہ میں جماعت احمدیہ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی۔“

انہوں نے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے واقعہ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ

”اب جب میں یہ خوبصورت مسجد دیکھتی ہوں جو اس مباہلہ والی جگہ زائن میں تعمیر کی گئی ہے تو مجھے وہی یوسفؑ والا واقعہ یاد آجاتا ہے کہ ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی نے برا چاہا تھا لیکن خدا نے بھلا کر دیا اور عظیم الشان فتح جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی۔“

(دورہ امریکہ 2022ء قسط 6۔ رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب
ماخوذ از الفضل آن لائن)

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

مگر ان تمام خطابات کے آخر میں ہمارے پیارے امام کا تاریخی خطاب ان سب تقریروں پر بھاری تھا۔ بلکہ اس سے ایک روز قبل نہایت پُرمغز جامع خطبہ جمعہ بھی خلافت احمدیہ کے اعزاز و اکرام کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

مسجد فتح عظیم کے تقریب افتتاح کے موقع پر حضور نے ایک سو اکسٹھ معززین و اکابرین کے اجتماع میں جملہ شاملین کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعمیر کا مقصد اور پس منظر بیان کیا۔ آپ نے احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں بھی فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی۔۔۔ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ یہ مقدر تھا کہ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد مسلمان اسلامی تعلیمات سے دور ہٹ جائیں گے اور آخر کار مسلمانوں کی اکثریت اسلامی تعلیمات کو چھوڑ دے گی اور صرف نام کے ہی مسلمان رہ جائیں گے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے یہ بھی خوشخبری دی کہ اس روحانی زوال کے دور میں اللہ تعالیٰ اسلام کی اصل تعلیمات کو از سر نو زندہ کرنے کے لیے ایک موعود مصلح کو بھیجے گا جس کو مسیح محمدی کا خطاب دیا جائے گا۔ وہ مسیح دنیا کو بتائے گا کہ اسلامی تعلیمات تو امن، محبت اور ہم آہنگی کی تعلیمات ہیں۔ وہ مسیح لوگوں کو تلقین کرے گا کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پر امن طور پر زندگی گزاریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مذہبی اختلافات سے بالا ہو کر باہمی پیار اور محبت کے تعلقات قائم کریں۔ چنانچہ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا پختہ یقین ہے کہ اس جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی موعود مسیح اور مہدی ہیں جن کے متعلق قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی…

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ساری زندگی اپنے پیروکاروں کو پیار، ہمدردی اور احسان پر مشتمل اسلامی تعلیم پر عمل پیرا رہتے ہوئے تبلیغ اسلام کرنے اسلام کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کے دل و دماغ جیتنے کی تلقین فرمائی…

ہمارا واحد مقصد اور تمنا یہی ہے کہ پیار کے ذریعہ بنی نوع انسان کے دلوں کو جیتا جائے اور ان کو خدا تعالیٰ کے قریب کیا جائے تا کہ وہ اس کے حقیقی بندے بن سکیں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کر سکیں۔۔۔ دنیاوی و سیاسی طاقتوں سے مکمل بے رغبتی ہی جماعت احمدیہ مسلمہ کا شروع سے طرہ امتیاز رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ ہم تو صرف اسلام کی محبت اور امن کی تعلیمات پھیلانا چاہتے ہیں جو کہ ہم گزشتہ ایک سو تیس سے زائد برس سے کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال دنیا بھر سے ہزار ہا لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ ہمارا کسی مذہب یا قوم یا شخص سے کوئی بغض وعناد یا لڑائی نہیں ہے۔ بلکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقابل کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے مذہب کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے بھی ہمارا ردعمل یہ نہیں ہوتا کہ ان کے خلاف ہتھیار اٹھالیے جائیں یا ان پر کسی قسم کا جبر کیا جائے۔ بلکہ اس کے برعکس ہمارا ردعمل صرف یہی ہوگا کہ ہم کامل عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں گے۔ ہمارا واحد ہتھیار تو دعا ہی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے۔ یقیناً ہماری جماعت کی ایک سو تینتیس سالہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے۔“

حضور انور نے آزادیٔ مذہب و ضمیر کے بارہ میں اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کی دفاعی جنگوں کا ذکر کیا۔ جن کا مقصد مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والوں کو روکنا اور تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کرنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ:

”میری نظر میں تمام مذاہب کا تحفظ اور حقیقی مذہبی آزادی کا قیام دراصل دنیا میں امن قائم کرنے کی بنیاد ہے۔ اس حوالہ سے میں امریکی حکومت کے اس اقدام کو سراہتا ہوں کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت آفس آف انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم قائم کیا گیا ہے۔ جو کہ اب عالمی سطح پر مذہبی آزادی کو فروغ دینے کے لیے ہر سال انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام کرتا ہے۔“

مسجد فتح عظیم زائن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

”زائن شہر کی بنیاد ایک Evangelist عیسائی، مسٹر الیگزینڈر ڈوئی نے رکھی، جس نے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔۔۔ مسٹر ڈوئی اسلام کی سخت مخالفت اور مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتا تھا۔۔۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسٹر ڈوئی کی اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کا علم ہوا تو آپ علیہ السلام نے باہمی احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اسے دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ تحمل کا مظاہرہ کرے اور مسلمانوں کے جذبات کا خیال کرے۔ اس کے برخلاف مسٹر ڈوئی اسلام کے مقابل کھڑا ہو گیا اور کھل کر اسلام کے نابود کرنے کی خواہش کی مثلاً لکھتا ہے کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔

پھر اپنی تحریرات میں مسٹر ڈوئی نے بڑے فخریہ انداز میں اس کو عیسائیت اور اسلام کے مابین عظیم جنگ قرار دیا۔ اس نے لکھا کہ اگر مسلمان عیسائیت قبول نہ کریں تو وہ ہلاکت و تباہی میں مبتلا ہوں گے…

چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ہلاکت و تباہی کی دعا کرنے کی بجائے مسٹر ڈوئی یہ دعا کرے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ دوسرے کی زندگی میں مر جائے۔ یہ دراصل ایک ہمدردانہ فعل اور حالات کو بہتر کرنے کا ذریعہ تھا۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا جائے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر زور دیا کہ آپ اور مسٹر ڈوئی دعا کا سہارا لیں اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں…

یہ سچائی جاننے کا ایک مناسب اور پرامن ذریعہ تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ عداوت اور اشتعال انگیزی کے مقابلہ پر صبر کا کامل نمونہ تھا تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا…

اور تمام دنیاوی بے سرو سامانی کے باوجود جلد ہی نتائج آپ علیہ السلام کے حق میں پلٹ گئے۔ پے در پے ایسے واقعات ہوئے کہ ڈوئی کی حمایت جاتی رہی اور اس کی دولت، جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں ختم ہوگئیں۔ بالآخر وہ اپنے انجام کو پہنچا جس کو یو ایس میڈیا نے ”افسوسناک انجام“ قرار دیا۔ یقیناً اس وقت کا یو ایس میڈیا خراج تحسین کے لائق ہے جس نے ایمانداری سے اس کی رپورٹنگ کی۔۔۔“

حضور انور نے فرمایا:

”ہم مسجد فتح عظیم کا حقیقی مذہبی آزادی کے نشان کے طور پر افتتاح کر رہے ہیں۔ اس کے دروازے اس سنہری پیغام کے ساتھ کھولے جا رہے ہیں کہ تمام افراد اور کمیونٹیز کے مذہبی حقوق اور پر امن عقائد کا ہمیشہ خیال رکھا جائے گا اور ان کا تحفظ کیا جائے گا۔“

(افتتاحی خطاب حضور انور مورخہ 2/اکتوبر 2022ء
ماخوذ از رپورٹ دورہ امریکہ قسط 6 الفضل آن لائن)

حضور انور کے اس خطاب کو نہایت عزت اور احترام گوش و ہوش سن کر برملا طور اس کی تعریف کی گئی جیسا کہ اس موقع پر تاثرات بیان کرتے ہوئے اپنوں اور غیروں نے اظہار کیا اور جس کا آگے بھی ذکر ہوگا۔

(باقی کل ان شاء اللہ)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ:عابد محمود بھٹی۔ نمائندہ الفضل آن لائن تنزانیہ

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کا اسپورٹس ڈے

ہر سال جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں طلباء میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے سالانہ ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے امسال مورخہ 2 اور 3 نومبر بروز بدھ اور جمعرات ان مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔ خاکسار (پرنسپل جامعہ) نے انتظامی کمیٹی تشکیل دی اور ایک خصوصی میٹنگ کر کے اساتذہ کو مختلف ذمہ داریاں تفویض کیں۔

مورخہ 2 نومبر صبح 8 بجے افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب تنزانیہ تھے۔ افتتاح کے بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ امسال 10 انفرادی مقابلہ جات اور 6 ٹیم ایونٹس کروائے گئے۔ انفرادی مقابلہ جات میں 100میٹر دوڑ، 1600 میٹر دوڑ، ثابت قدمی، پنجہ آزمائی، نشانہ غلیل، لانگ جمپ، ہائی جمپ، تین ٹانگ دوڑ، فراگ ریس اور روک دوڑ شامل ہیں۔

جامعہ کے طلباء کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام شفقت، امانت اور شجاعت ہیں۔ دو نگران اساتذہ ہر گروپ کی نگرانی پر مامور ہیں۔ ان گروپس کی ٹیموں کے درمیان فٹ بال، والی بال، ٹیبل ٹینس، رسہ کشی، باڑی اور میرو ڈبہ کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ امسال میرو ڈبہ کا کھیل پہلی مرتبہ جامعہ تنزانیہ میں متعارف کروایا گیا ہے۔ اس کھیل کو سکھانے کیلئے مکرم ایاز احمد ڈوگر (استاد جامعہ) نے خصوصی طور پر محنت کی۔ تمام مقابلہ جات کیلئے شعبہ میدانِ عمل کی انتظامیہ میں شامل طلباء نے بڑی محنت کے ساتھ تیاری گراؤنڈ میں حصہ لیا۔

اسی طرح اساتذہ جامعہ کے مابین بھی بعض مقابلہ جات کروائے گئے جن میں نشانہ غلیل، ہاتھ سے بوتل میں پانی بھرنا، Marble&Spoon اور میوزیکل چیئر شامل ہیں۔ ان مقابلہ جات میں ریفری کے فرائض خاکسار (پرنسپل جامعہ) نے ادا کیے۔

طلباء اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کیلئے مکرم امیر صاحب ہمہ وقت جامعہ کے احاطہ میں موجود رہے اور تمام پروگرامز میں شامل ہوئے۔

گزشتہ تین سال سے روک دوڑ کا ایونٹ جامعہ کی کھیلوں میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مورخہ 3 نومبر بعد نماز عصر روک دوڑ کا مقابلہ ہوا جسے دیکھنے کیلئے دیگر مہمانان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ روک دوڑ میں کل 20 ایونٹس رکھے گئے تھے۔ جن میں مختلف رکاوٹوں کو عبور کر کے آخر میں یاد کیا ہوا پیغام بھی سنایا جانا تھا۔ تمام حاضرین اس مقابلہ سے محظوظ ہوئے۔ روک دوڑ کی انتظامیہ میں شامل طلباء نے بھی نہایت محنت سے تمام ایونٹس کی تیاری مکمل کی۔

اسی دن بعد نماز مغرب تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس کے مہمانِ خصوصی مکرم امیر صاحب تھے۔ جامعہ کے احاطہ میں ہی اس تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد دو طلباء جامعہ نے ترانہ ''خدامِ احمدیت'' پڑھ کر سنایا۔ مختصر رپورٹ کے ساتھ پروجیکٹر پر مختلف مقابلہ جات کا ویڈیو کلپ دکھایا گیا۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ تقسیم انعامات کے بعد نے انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ معلمین سلسلہ کو ہمیشہ کھیلوں میں شرکت کرنی چاہئے۔ اس طرح صحت مند جسم کے ساتھ ہی صحت مند دماغ زیادہ بہتر طور پر جماعت کی خدمت کرسکتا ہے۔ آخر میں خاکسار نے مہمانان کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی گئی۔ اللہ تعالیٰ تمام اعزازات مبارک فرمائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

نماز مومن کی معراج یا روحانی ترقی کے حصول کا سب سے پہلا اور ضروری ذریعہ ہے نماز کے آداب، جسم کی صفائی، لباس کی صفائی اور وضو وغیرہ کا پوری طرح اہتمام کیا جائے تو حفظان صحت کے تمام تقاضے بھی بخوبی پورے ہو سکتے ہیں۔

مرسلہ: عبدالباسط شاہد

طلوع وغروب آفتاب

21/نومبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:15	17:37
مدینہ منورہ	05:20	17:33
قادیان	05:37	17:26
ربوہ	05:17	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:00	16:08

فقہی کارنر

دوسری قوموں سے سود لینا بھی حرام ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مذہب اسلام میں جیسا کہ اپنی قوم سے سود لینا حرام ہے ایسا ہی دوسری قوموں سے بھی سود لینا حرام ہے بلکہ خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ صرف سود حرام ہے بلکہ اگر تمہارا قرض دار مفلس ہو تو اس کو قرض بخش دو یا کم سے کم یہ کہ اس وقت تک انتظار کرو کہ وہ قرض ادا کرنے کے لائق ہو جائے اور جیسا کہ قرآن شریف میں اپنی قوم کے لئے گناہ معاف کرنے کا حکم ہے ایسا ہی دوسری قوموں کے لئے بھی یہی حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (النور: 23)

یعنی لوگوں کے گناہ بخشو اور اُن کی زیادتیوں اور قصوروں کو معاف کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہیں معاف کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ غفور ورحیم ہے۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 387)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)